فہرست مضامین

نمبرشمار	مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	پیغام	(حضرت) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۳
۲	ابتدائیہ	(حضرت) مولانا محمد ولی رحمانی	۵
۳	خطبہ صدارت	(حضرت) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۷
۴	جنرل سکریٹری رپورٹ	(حضرت) مولانا محمد ولی رحمانی	۱۱
۵	اعلامیہ	ادارہ	۲۲
۶	تجاویز	ادارہ	۲۴
۷	میراث کی تقسیم اور عورتوں کی حق تلفی	مفتی سہیل احمد رحمانی قاسمی	۲۷
۸	طلاق اور اس کے بعد	مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی	۳۲
۹	بورڈ کی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ	ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی	۳۷

سہ ماہی　　　　نئی دہلی

خبرنامہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

جلد نمبر:۱۱　　　جنوری تا مارچ ۲۰۱۷ء　　　شمارہ نمبر:۲

ایڈیٹر

(مولانا) محمد ولی رحمانی

خط وکتابت کا پتہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

1/ 76A، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵

Tel:. 011-26322991, 26314784

E-mail: aimplboard@gmail.com / Web: www.aimplboard.in

پرنٹر و پبلیشر سید نظام الدین نے اصیلہ آفسیٹ پرنٹرس دریا گنج نئی دہلی-۲ سے چھپوا کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ 1/ 76A، مین مارکیٹ اوکھلا گاؤں، جامعہ نگر، نئی دہلی-۲۵ سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام

(حضرت مولانا) سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

الحمدلله والصلوة والسلام علی رسول الله وعلیٰ آله وصحبه اجمعین! امابعد

الحمد للہ کلکتہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا پچیسواں اجلاس بخیر وخوبی انجام پایا، ارکان کی خالی ہونے والی نشستوں کیلئے ارکان کا انتخاب عمل میں آیا اور سکریٹریوں میں جنہوں نے وفات پائی ان کی جگہ نام طئے کئے گئے۔ قانون داں سکریٹری کی جگہ ظفریاب جیلانی صاحب منتخب کئے گئے امید ہے کہ بورڈ اپنی ذمہ داری بخوبی انجام دیتا رہیگا۔ بورڈ ملک کے مسلمانوں کا متحدہ دینی ادارہ ہے، ہندوستانی مسلمان ملک کی اقلیت ہونے کے باوجود دوسرے متعدد ملکوں کی اکثریتوں سے زیادہ تعداد رکھتے ہیں، اسی کے ساتھ وہ ملی لحاظ سے اپنا تشخص رکھتے ہیں اور وہ اپنے اس تشخص کی حفاظت کی پوری فکر کرتے ہیں ان کا مذہب اسلام ایسا مذہب ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اسی کے ساتھ وہ معتدل اور فطری خصوصیات کا حامل ہے وہ اس پر عمل کئے جانے میں اسانی رکھتا ہے اسلام کی یہ خصوصیات غیر مسلموں کے سامنے عموماً نہیں آتیں اس لئے ان کو اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں بدگمانیاں ہیں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمان خود اسلامی شریعت پر پورا عمل نہیں کرتے اور دعوتی ذمہ داری رکھنے کے باوجود غیروں کو اس کی خصوصیات سے واقف کرانے کی فکر نہیں کرتے چنانچہ غیر مسلموں کو اسلام اور اس کی شریعت کے سلسلہ میں بڑی بدگمانیاں ہیں لہذا ہم تحفظ شریعت کا مطالبہ جب غیروں سے کرتے ہیں تو ہماری مذکورہ کمزوری بھی ہماری بات سمجھانے میں رکاوٹ بنتی ہے مسلمانوں پر اپنے دین کے سلسلہ میں خود عمل کے ساتھ تعارفی ودعوتی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔

ہمارا مسلم پرسنل لا بورڈ شریعت کے تحفظ وتعارف کے لئے کوشاں ہے اس کے لئے ایسے حضرات کے تعاون کی بھی خاص طور پر ضرورت ہے جو غیروں میں رہتے ہیں اور خوش اخلاقی اور دعوتی حکمت عمل سے اچھا اثر ڈال سکتے ہیں اسلام کے تحفظ وترقی میں دعوتی حکمت عملی کی بھی بڑی اہمیت ہے اس سے فائدہ اٹھانا ملک کے ہم وطنوں میں دینی قدردانی پیدا کرسکتا ہے اور اسکی بہت ضرورت ہے مسلمانوں نے اس ملک میں اپنی آمد سے ملک کو بہت فائدہ پہونچایا ہے ان کے اخلاق وحسن کردار کا

اثر یہاں کی تہذیب پر بھی پڑا ان میں جن حضرات کی اس ملک میں آمد تجارتی غرض سے ہوئی ان کی اخلاقی وثقافتی چیزوں کا اثر خاص طور پر ملک کے ساحلی پٹی پر دیکھا جا سکتا ہے اور دعوتی غرض سے جو اہل علم وفضل آئے ان کے اثر سے ہندوستان کے دیگر علاقہ مستفید ہوئے اور جو حضرات حکمرانی کے تعلق سے آئے انہوں نے اپنے دائرہ عمل میں ملک کو کئی حیثیتوں سے ترقی دی اور اس کے وقار کو بڑھایا جس کے اثرات سامنے ہیں۔ اب ملک کے جو حالات ہیں اور مسلمانوں کے اقلیت میں ہونے کے سبب جو بعض مشکلات درپیش ہورہی ہیں ان میں مسلمانوں پر اپنی خصوصیات اور ملی تشخص کی بڑی ذمہ داری آتی ہے۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جو مفید تدابیر قابل عمل ہیں ان کی طرف توجہ کی، اس میں شریعت اسلامی کے احکام پر ملک کے بعض صاحب اقتدار کی طرف سے مداخلت کے بعض اشارے سامنے آئے اور ابھی قریبی وقتوں میں چند ہزار مسلم خواتین کے دستخطوں کے ذریعہ اسلامی شریعت میں ترمیم کا مطالبہ رکھا گیا اس کو بے وقعتی بتانے کیلئے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے مہم چلائی جس کے اثر سے سب تابعداران شریعت آگے بڑھے اور شریعت کے تحفظ کیلئے دستخطوں کا ایسا سلسلہ شروع کردیا کہ بہت چھوٹی مدت میں کروڑوں دستخطوں سے بورڈ کا دہلی دفتر بھر گیا اور اس طرح حکومت کے لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی موثر صورت سامنے آئی بورڈ کی توجہ سے شریعت اسلامی کو طاقت پہونچانے والا ایک عظیم کام سامنے آیا اور اس سے یہ محسوس کیا گیا کہ مسلمان اپنی شریعت میں کسی قسم کی مداخلت برداشت نہیں کریں گے چاہے وہ عمل میں کوتاہ کیوں نہ ہوں دستخطی مہم کا یہ بڑا فائدہ سامنے آیا اسی کے ساتھ مسلمانوں نے اس سلسلہ میں جلسوں وغیرہ کے انعقاد کا مظاہرہ بھی کیا اور اپنی انفرادی کوششوں سے بھی اتحاد کا غیر معمولی ثبوت دیا جس میں ملت اسلامیہ کے مختلف مسلکوں اور فرقوں کے لوگ دوش بدوش نظر آئے اس سے بورڈ کی جو خصوصیت تھی سامنے آئی اس سے بورڈ کے وقار میں اضافہ ہوا اور ملت اسلامیہ کی طاقت کا لوگوں کو اندازہ ہوا اور اس کام کی اہمیت سب پر ظاہر ہوئی حالاں کہ میڈیا اور حکومت کے لوگوں کا رویہ موافقت کا کم رہا، الحمدللہ تحفظ شریعت کی کوشش بالا کا تجربہ اچھی توقع پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مدد فرمائے۔ امید ہے کہ بورڈ کو اپنے اعلیٰ مقصد میں کامیابی کی صورت حاصل ہوتی رہیگی اور ملک کے مسلمان بورڈ کے متفقہ مسلم پلیٹ فارم ہونے کی خصوصیت کو قائم رکھنے کے سلسلہ میں مسلمانوں کے تمام مسالک اور جماعتیں اپنا تعاون دیتی رہیں گی۔

و آخر دعوانا ان الحمدللہ ربِ العالمین

اداریہ

مولانا محمد ولی رحمانی
جنرل سکریٹری بورڈ

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی بھی ملک کی جمہوریت، سیکولرازم اور انصاف پسندی کو ناپنے کا پیمانہ اقلیتوں کے ساتھ اس کا سلوک ہے، اسلام نے تو ان ملکوں میں بھی- جن میں اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم کیا گیا ہو، اور جہاں شرعی قوانین نافذ ہوں- وہاں بھی غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کا حکم دیا ہے، ان کو عقیدہ وعبادت کی آزادی دی گئی ہے، ان کو اپنی خاندانی زندگی کے قوانین پر عمل کرنے کا پورا حق دیا گیا ہے، ان کی عبادت گاہوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا گیا ہے، جان و مال، عزت وآبرو کے معاملہ میں تمام مسلمانوں اور غیر مسلم شہریوں کے لئے برابر کا درجہ رکھا گیا ہے، اور تمام لوگوں کیلئے یکساں معاشی مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔

اور اگر کسی ملک میں ایک خاص مذہب کو سرکاری مذہب قرار نہ دیا گیا ہو اور تمام مذاہب اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے درمیان حق مساوات کا وعدہ کیا گیا ہو تو وہاں تو یہ بات اور زیادہ ضروری ہے کہ ملک کی اقلیتوں کے حقوق کا خصوصی خیال رکھا جائے اور اکثریت کو اس کا موقع نہ دیا جائے کہ وہ اپنی کثرت تعداد کا فائدہ اٹھا کر اقلیتوں کے حقوق غصب کر لیں۔

ہندوستان میں صدیوں سے مسلمان اور مختلف مذاہب کے ماننے والے ایک ساتھ مل کر زندگی گزارتے رہے ہیں اور انہوں نے باہمی امن اور بھائی چارہ کی ایسی مثالیں پیش کی ہیں، جس کی نظیر کم ہی مل سکے گی، ایسا بھی ہوا ہے کہ کبھی دو ایسے حکمرانوں کے درمیان جنگ کی نوبت آئی، جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا ہندو، اور مسلم حکمراں کی فوجی کمان ہندو سپاہیوں کے ہاتھ میں تھی اور ہندو حکمراں کی فوج کا سپہ سالار کوئی مسلمان تھا، یعنی جنگوں میں بھی مذہبی تعصب اور فرقہ وارانہ منافرت کے جذبات کارفرمانہ ہوتے تھے، چہ جائے کہ امن کی حالت میں۔

پھر جب اس ملک پر انگریزوں نے قبضہ کیا تو ہندوؤں اور مسلمانوں نے مل کر آزادی کی لڑائی لڑی اور اسی اتحاد نے ان کو کامیابی سے سرفراز کیا، اس آزادی کے ساتھ تقسیم ملک کا بدبختانہ واقعہ پیش آگیا، اس تقسیم نے ایسا جنون پیدا کیا کہ صدیوں سے محبت اور بھائی چارہ کی جو فضا قائم تھی، وہ پاش پاش ہو کر رہ گئی، مسلمانوں کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو نو زائیدہ پاکستان چلے جائیں یا ہندوستان ہی میں رہیں؛ لیکن مسلمانوں کی بڑی تعداد نے اپنی مرضی سے ہندوستان کا انتخاب کیا اور وطن عزیز کا دامن نہیں چھوڑا، اسی لئے اس وقت ہندوستان میں جو مسلمان آباد ہیں، وہ کسی مجبوری کے تحت اس ملک میں نہیں ہیں، بلکہ انہوں نے حب الوطنی کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس ملک کا انتخاب کیا ہے اور انہوں نے اس ملک کی تعمیر و ترقی اور حفاظت کی جدوجہد میں پورے خلوص کے ساتھ بھرپور حصہ لیا ہے۔

مگر یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ آزادی کے بعد ہی سے ملک کی دوسری بڑی اکثریت مسلمانوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، انہیں اپنی قربانیوں کا صلہ تعلیمی پسماندگی، معاشی بدحالی اور سیاسی محرومی کی شکل میں مل رہا ہے، اب حد یہ ہوگئی ہے کہ ان کو ان کی دینی شناخت اور تہذیبی پہچان سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی جارہی ہے------آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ پوری طاقت کے ساتھ اس سازش کو ناکام کرنے اور مسلمانوں کے مذہبی تشخص کی حفاظت میں لگا ہوا ہے؛ لیکن یہ ایک مسلسل جنگ ہے، جو دور تک اور دیر تک لڑی جائے گی، ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جو لوگ وقتی جوش وخروش سے کام لیتے

ہیں اور پھر تھکے ہوئے مسافر کی طرح بیٹھ جاتے ہیں، وہ منزل تک نہیں پہنچ پاتے ہیں اپنے جائز حقوق کے حاصل کرنے کیلئے نہ یہ بات درست ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں میں صرف کاسۂ گدائی لئے رہیں اور حکومت کی بے جا خوشامد کریں، اور نہ یہ درست ہے کہ ہم جدوجہد تو نہ کریں؛ لیکن امید رکھیں کہ ہمارے حقوق طشت میں سجا کر ہمیں دے دیئے جائیں گے، ہمیں تسلسل کے ساتھ جدوجہد، قربانی اور حکمت و دانائی سے کام لینا پڑے گا۔

اس بات سے کوئی صاحب شعور انکار نہیں کرسکتا کہ آج ذہن سازی میں میڈیا کا بہت بڑا اور بہت مؤثر رول ہے، وہ سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کرنے کا ہنر جانتا ہے؛ حالانکہ اس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ غیر جانبدار ہوکر واقعات کو پیش کرے؛ لیکن یہ ایک افسوسناک پہلو ہے کہ عالمی سطح پر بھی اور قومی سطح پر بھی میڈیا کی پہچان واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور اپنی سوچ کے مطابق ترجمانی کرنے کی بنتی جارہی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ عالمی سطح پر ذرائع ابلاغ یہودیوں کے قبضہ میں ہے، جو دروغ گوئی اور جھوٹ کو ہمیشہ ایک ایسے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے آئے ہیں، جس کے ذریعے ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا کر پیش کیا جاتا ہے، ہمارے ملک میں پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، یا سوشل میڈیا، ان تمام ذرائع پر فرقہ پرست عناصر کا غلبہ ہے، اور وہ خاص طور پر مسلمانوں کے بارے میں تعصب، نفرت اور غلط بیانی سے کام لیتا ہے، ہمیں اپنی اس کوتاہی کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے اس سلسلے میں کوئی منصوبہ بندی اور مؤثر کوشش نہیں کی، نہ میڈیا میں ہمارا کوئی حصہ ہے اور نہ ہمارے پاس مہارت کے حامل افراد ہیں۔

اس وقت ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ سوشل میڈیا کو بڑی قوت و اہمیت حاصل ہورہی ہے، اور یہ ایک ایسا ذریعہ ہے جس پر کسی خاص طبقہ کی اجارہ داری نہیں ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اس شعبہ میں محنت کریں اور پوری مہارت کے ساتھ مسلمانوں کے مسائل اور ملک میں پیش آنے والے واقعات کی سچی تصویر پیش کریں، اس طرح ہم شاید اس نقصان کی کچھ تلافی کرپائیں، جو میڈیا کے غلط رول کی وجہ سے ہمیں پہنچ رہا ہے، اللہ کا شکر ہے کہ انفارمیشن ٹکنالوجی میں مسلم نوجوانوں کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے، ہم ان کی تربیت کرکے ان سے اس اہم کام میں مدد لے سکتے ہیں، ملی تنظیموں کو چاہئے کہ وہ اس راہ میں آگے بڑھیں اور انشاء اللہ بورڈ بھی اپنے دائرہ کار کے مطابق ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے گا۔

یہ نہایت مسرت واطمینان کی بات ہے کہ حکومت کی فرقہ پرست پالیسیوں نے آخر ملت کو نیند سے بیدار کیا اور انہوں نے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر یہ بات ثابت کردی کہ اگرچہ مسلمانوں کے درمیان فروعی اختلافات ہیں؛ لیکن یہ اختلافات ہماری مشترکہ جدوجہد میں رکاوٹ نہیں بن سکتے، یہی ہمارے لئے اتحاد کی اصل بنیاد ہے کہ ہم اختلاف کے باوجود ایسے مواقع پر وحدت ملی کا ثبوت دیں اور مشترک مسائل کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر جدوجہد کرنا سیکھیں، اتحاد کے ان جذبات کو برقرار رکھنے میں علماء اور خطباء اہم کردار ادا کرسکتے ہیں، اگر وہ دو باتوں کا لحاظ رکھیں:

ایک: یہ کہ اس اختلاف کو درسگاہوں اور نجی مجلسوں تک محدود رکھا جائے، عوام میں ان مسائل پر گفتگو کرنے سے اجتناب کیا جائے اور یہ کچھ مشکل نہیں ہے؛ کیونکہ مسلم سماج میں کتنے ہی اصلاح طلب مسائل موجود ہیں، جن پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے، اگر ان پر گفتگو کی جائے تو دینی نفع بھی ہوگا اور باہمی نفرت بھی کم ہوگی۔

دوسرے: اختلافی مسائل پر اظہار خیال کرتے ہوئے مخالف نقطۂ نظر کے جذبات کو ملحوظ رکھا جائے اور جن بزرگوں سے ان کا عقیدت مندانہ تعلق ہے، ان کے بارے میں محتاط زبان استعمال کی جائے، اگر ہمارے مقررین و واعظین نیز علماء و مذہبی قائدین اس پر توجہ دیں تو ردعمل کے طور پر پیدا ہونے والا یہ اتحاد مستقل اور دیرپا اتحاد و اتفاق کے سانچہ میں ڈھل سکتا ہے اور ملت کی موجودہ محرومیوں کا مؤثر علاج ہوسکتا ہے۔

❁❁❁

خطبہ صدارت

برائے پچیسواں اجلاس آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

منعقدہ: کلکتہ، بتاریخ: ۱۷/ ۱۸/ ۱۹ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ، مطابق ۱۸/ ۱۹/ ۲۰ نومبر ۲۰۱۶ء

از: (حضرت) مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر بورڈ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین ، و الصلاۃ و السلام علیٰ سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد ، و علیٰ آلہ و صحبہ الغر المیامین، و من تبعھم بإحسان و دعا بدعوتھم إلی یوم الدین، أما بعد :

حضرات! آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اس پچیسویں اجلاس میں ہم آپ سب کا خیر مقدم کرتے ہیں، یہ اجلاس مغربی بنگال کے دارالسلطنت کلکتہ میں منعقد ہورہا ہے، یہاں کے موقر علماء و دانشوران حضرات کی طرف سے اس اجلاس کے منعقد کرنے کی پیشکش کی گئی تھی، یہ ان کی طرف سے بورڈ کی اہمیت اور اس کے کام کی افادیت محسوس کرنے کا اظہار ہے ہم ان کی پیشکش کو قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں، اور شکر گذار ہیں، خاص طور سے صدر مجلس استقبالیہ جناب سلطان احمد صاحب اور جنرل سکریٹری مجلس استقبالیہ جناب جمیل منظر صاحب۔ جن کا یہ تقاضا تھا کہ بورڈ کا یہ اجلاس ان کے شہر میں منعقد ہو، اور یہ شہر دینی، ثقافتی اور ملی حیثیت سے بھی اپنی ایک شہرت رکھتا ہے۔

حضرات! اسلام کے مذہبی قوانین کو یہ خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ وہ آسمانی کتاب قرآن مجید اور آخری نبی کو ملنے والی وحی کے ذریعہ مقرر کردہ اور ابدی ہیں، اور وہ آسمانی ہدایات کے تحت ہونے کی بناء پر ناقابل تغیر اور ناقابل تنسیخ ہیں، اس کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے اس میں کسی طرح کی ترمیم کرنا یا ترمیم کا مشورہ دینا قابل قبول نہیں ہے، اور ہندوستان کے دستور کے سیکولر ہونے کی بناء پر ان کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں، اس کے سلسلہ میں کسی ترمیم کا مشورہ ظاہر ہونے پر ہمارا آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ افہام وتفہیم کا جو تقاضہ ہوسکتا ہے اس کو اختیار کرتا ہے، اور دستور کی طرف سے مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی جو اجازت ہے اس کے حوالے سے مطمئن کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور الحمدللہ اس کو اس سلسلہ میں کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے، بورڈ کو اس سلسلہ میں تین پہلوؤں سے کام کرنا ہوتا ہے:

- ☆ ایک تو یہ کہ اس سلسلہ میں ناواقف لوگوں کو جو اشکالات ہیں ان کو مناسب دلائل کے ذریعہ مطمئن کیا جائے۔
- ☆ دوسرے یہ کہ عدالتی ضرورت پڑنے پر قانونی سطح پر جو کوششیں قابل عمل ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔
- ☆ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کو عملی سطح پر مثالی نمونہ بھی پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے کیوں کہ خود اپنے عمل سے اچھی مثال پیش کرنے کا اثر سب سے زیادہ ہوتا ہے، جس میں عام طور پر مسلمانوں سے کوتاہی ہورہی ہے۔

طلاق کے مسئلہ میں جو اعتراض بعض لوگوں کی طرف سے ظاہر کیا جارہا ہے، اس میں خاصا دخل نکاح اور طلاق کے مسئلہ کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، وہ شریعت اسلامی سے عام طور پر صحیح واقفیت نہ ہونے سے سامنے آیا ہے، حالانکہ جو راستہ بتایا گیا ہے وہ مسئلہ کا عملی طور پر بھی بہت مناسب حل ہے، اور وہ انسانوں کا بنایا ہوا قاعدہ نہیں ہے بلکہ وحی کے ذریعہ سے اللہ رب

العزت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے، جو انسانوں کا خالق اور ان کی ضرورتوں اور دشواریوں کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے، اس کے مناسب ہونے میں شبہ کرنا کسی طرح صحیح نہیں، اور اس میں تبدیلی کی کوئی طلب اس لیے بھی قابل قبول نہیں کہ وہ اسلام کا مذہبی مسئلہ ہونے کی بناء پر اس کی اجازت ہم کو دستور کے لحاظ سے حاصل ہے، اسی کے تحفظ کے لیے بورڈ جمہوری اور دستوری طریقہ سے کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی معاملہ میں ان کے دستوری حق کو روکا جا رہا ہے جس کے لیے مسلمان تیار نہیں ہیں، اور ان کو اپنے مذہب اور ملک کے دستور دونوں کی طرف سے اس کوشش کا پورا حق حاصل ہے، ملک کے مذہبی تنوع کو ختم کرنے اور مشترکہ سول کوڈ بنا کر ملک کے مذاہب میں دخل اندازی کا راستہ کھلتا ہے، جو ہمارے اس متعدد مذاہب رکھنے والے ملک کے لیے کسی طرح صحیح نہیں ہے، اور اس سے ملک کے باشندوں میں جو بے چینی پیدا ہو سکتی ہے، وہ ملک کے لیے بھی مضر ہے، اس بناء پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حالات پر نظر رکھتے ہوئے اپنا فرض انجام دے رہا ہے۔

اسی کے ساتھ ہم مسلمانوں کو اپنے مذہبی ضوابط پر عمل کر کے اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ وہ ضابطہ کے لحاظ سے رواداری اور مذہبی ضوابط کے پابند ہیں، ان کو اپنی ان کوتاہیوں کو بھی دور کرنے کی طرف پوری طرح توجہ کرنی چاہئے، اسلام کے متعلق جو بھی غلط فہمی پیدا ہو اس کے ازالے کی طرف توجہ کرنا چاہئے، لہذا مسلمانوں کی مذکورہ بالا مذہبی تحفظ کی ضرورت کے لیے بورڈ نے اصلاح معاشرہ، دار القضاء، تفہیم شریعت اور دستوری وسائل اختیار کرنے کے لئے شعبے قائم کر رکھے ہیں، جو الحمدللہ بورڈ کی افادیت اور کارکردگی کی علامت ہے۔

ہمارے بورڈ نے مسلمانوں کے مختلف المسلک لوگوں کی نمائندگی رکھی ہے، تا کہ امت مسلمہ کی یک جہتی اور اجتماعی کوشش عمل میں آسکے، الحمدللہ بورڈ اس کو قائم رکھے ہوئے ہے، اسلام میں مذہبی عمل ہر اس عمل کو کہتے ہیں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی ہدایت قرآن مجید اور حدیث شریف سے دی گئی ہو، لہذا اس کو ماننا ہر مسلمان پر لازم ہوتا ہے، اور اس کے خلاف کرنا یا اس میں تغیر قبول کرنا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں۔

اسلام میں مذہبی عمل کا دائرہ صرف عبادت تک محدود نہیں ہے، وہ عقیدہ توحید، عائلی تعلقات، سماجی معاملات اور مالی احکامات تک پھیلا ہوا ہے، اور عبادت ہی کی طرح وہ قابل عمل ہیں، ان ہی میں شوہر و بیوی کے تعلقات نکاح و طلاق اور وراثت کی تقسیم کے معاملات، ان کے علاوہ قرآن و حدیث سے حاصل کردہ دیگر ہدایات پر عمل کرنا شامل ہے، ان میں انسان کے نفع و ضرر دونوں کا بہت حکیمانہ انداز پایا جاتا ہے، اور ان تفصیلات و مصلحتوں کی صحیح تشریح، قرآن و حدیث کو تفصیل و توجہ سے پڑھے بغیر کوئی انسان نہیں کرسکتا، اس کے سلسلہ میں قران و حدیث کا بہتر علم رکھنے والے ہی ان کی مصلحت و انسانی ضرورت سے ان کی مطابقت بتا سکتے ہیں، خواہ نکاح کا مسئلہ ہو یا طلاق کا۔

اور طلاق بظاہر سختی کا عمل سمجھا گیا ہے لیکن وہ سخت خطرہ سے بچانے کے لیے بطور ضرورت رکھی گئی ہے، اور جہاں تک عورت کو مرد سے کمتر سمجھنے کا الزام ہے، وہ حقیقت حال کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ نکاح و طلاق و میراث میں عورتوں کے لیے فائدہ کی صورتیں مردوں سے زیادہ رکھی گئی ہیں، مثلاً نکاح کے سارے اخراجات مرد کے ذمہ رکھے گئے ہیں اور عورت پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا ہے، بلکہ اس کو مہر کی رقم بھی تعلق کی علامت کے طور پر ملتی ہے، اور نکاح کے بعد اس کے تمام مصارفِ زندگی شوہر کے ذمہ رکھے گئے ہیں، وہ جب تک اپنے ماں باپ کے ساتھ ہوتی ہے اس کا سارا خرچ اس کے باپ کے ذمہ ہوتا ہے، شادی کے بعد اس کے مصارف شوہر کے ذمہ ہو جاتے ہیں، اور اس کا تعلق اپنے ماں باپ اور خاندان سے باقی بھی رہتا ہے، وہ شوہر سے علاحدگی یا موت پر اپنے خاندان واپس ہو جاتی ہے اور نئے شوہر سے شادی کر سکتی ہے، شوہر کے انتقال پر شوہر کی جائیداد میں اس کا بھی حصہ رکھا گیا ہے، اس طرح کی سہولتیں مرد کے لیے نہیں ملتی ہیں بلکہ عورت کی ذمہ داری بھی اس کے سر آجاتی ہے، اور عزت و حرمت کے لحاظ سے اس کو مرد کے ہم مرتبہ سمجھا جاتا ہے، ان باتوں کی واقفیت نہ ہونے کی بناء پر اسلام میں عورت پر ظلم کا الزام، عورت کے سلسلہ میں کم تری کا الزام، بالکل ناواقفیت یا مخالفت کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

شادی کو اسلام میں معاہدہ کی شکل دی گئی ہے، جو دونوں فریقوں

کے درمیان مساوی طریقہ سے رکھا گیا ہے، البتہ مرد پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کی وجہ سے اس کو اسی کی حد تک کچھ فوقیت دی گئی ہے، البتہ یہ افسوس کی بات ہے کہ شریعت کے لحاظ سے مرد و عورت کے جو حقوق مقرر کئے گئے ہیں ان کو بہت سے مسلمان نظر انداز کرتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، ضرورت ہے مسلمان ان رسوم و رواج کو چھوڑیں جن کو انہوں نے برادران وطن کو دیکھ کر اختیار کیا ہے، اور ان اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے مسلمانوں کی غلطی شریعت کی غلطی سمجھی جاتی ہے، اس کے لیے بہت کام کرنے کی ضرورت ہے بورڈ نے اس طرح کی باتوں کو جن سے شریعت پر الزام آتا ہے، ان کی درستی کے لیے اصلاح معاشرہ کے عنوان سے پروگرام رکھا ہے، جس کے تحت مسلمانوں کو ان کی شریعت کی خلاف ورزیاں دور کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، اسی طرح غیروں کو بھی شریعت کی صحیح حکیمانہ صورت کا تعارف کرانے کے لیے پیام انسانیت کے نام سے پروگرام رکھے ہیں اور شریعت پر صحیح طور پر عمل کرنے اور اس کے مطابق اپنے جھگڑے طے کرنے کے لیے دار القضاء کا انتظام اختیار کیا ہے، جو جگہ جگہ قائم کئے جاتے ہیں، تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو ان کے ذریعہ سے شریعت کے مطابق فیصلے کرائے جاسکیں۔

حضرات! مسلمان امت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجتماعیت اور اصول و ضابطہ کی امت بنایا گیا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنے کی تاکید کی گئی ہے، مسلمان جہاں بھی رہیں جس وطن میں بھی ہوں امت اسلامیہ کی اجتماعیت ربط و ضبط کے پابند ہیں، ان کی یہ اجتماعیت وطن کے مختلف ہونے اور نسلی فرق ہونے کے خلاف نہیں ہے، وہ جس علاقہ میں ہوں اور جس نسل کے ہوں سب انسان ہونے کے تعلق سے ایک دوسرے کے بھائی ہیں، مذہب کے تعلق سے دوسروں سے جو فرق ہے وہ وطن اور انسان ہونے کے تعلق سے اس میں حارج نہیں ہے، مذہبی فرق ہونے کے باوجود ان کو اپنے مذہبی ضوابط و مقاصد کو اسلام کے نہ ماننے والوں پر بالجبر عائد کرنے کی اجازت نہیں دی گئی، حتی کہ کسی ملک میں مسلمانوں کی اسلامی اصول کی حکومت ہو تو بھی غیر مسلموں پر مذہبی احکام عائد کرنے کی اجازت نہیں، البتہ اسلام کے صالح اقتدار سے واقف کرانے کا حکم ہے۔

مسلمانوں کو جب اپنے اسلامی اقدار و احکام دوسروں پر جبرا عائد کرنے کی اجازت نہیں ہے، تو اسلام کو بھی یہ پورا حق حاصل ہونا بالکل بجا ہے کہ اس کے ماننے والوں پر دوسرے مذہبی اقدار عائد نہ کئے جائیں اور نہ ان کے مذہبی احکام پر عمل سے ان کو روکا جائے، سیکولر دستور کی حکومت میں ان کو یہ حق حاصل ہے اور نہ دیا جارہا ہو تو اس کے لینے کی پوری کوشش کرنا ہے، اور بورڈ مسلمانوں کے اسی حق کے لیے کوشاں ہے۔

مسلمانوں نے اپنی اسلامی تعلیمات کی ہدایت پر برابر اس سلسلہ میں رواداری سے کام لیا، اپنے مذہبی امور کو دوسروں پر جبرا عائد نہیں کیا، اسلامی تاریخ میں اس کی واضح مثالیں ہیں، حالانکہ اسلام اس ارض و سماء اور انس و جن کے خالق کی طرف سے عطا کردہ ہے، وہ انسانوں کی ضرورتوں اور مجبوریوں سے خوب واقف ہے، اسی کے لحاظ سے اسلامی تعلیمات میں انسانی تقاضوں اور دشواریوں کی بڑی رعایت رکھی گئی ہے، اور وہ سب انسانوں کے نفع و ضرر کا حامل ہے، قرآن میں صاف فرمادیا گیا ﴿لا اکراہ فی الدین﴾ دین اسلام میں کوئی زبردستی نہیں، اسلام کی انہی خصوصیات پر اس کے ماننے والوں کو خیر امت کہا گیا، کہ وہ بہت اچھی قوم ہیں اور یہ کہا گیا کہ یہ امت دوسروں کے لیے مثالی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کو معتدل اور اہم ترین امت بنایا گیا ہے، اور اس کو دوسری قوموں کی نگراں امت کی حیثیت دی گئی ہے، ﴿کنتم خیر أمة أخرجت للناس﴾ اور فرمایا ﴿و کذلک جعلناکم أمة وسطا، لتکونوا شهداء علی الناس﴾

اس طرح مسلمانوں پر دو طرح کی ذمہ داری رکھی گئی ہے، اور ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کے حق کو ثابت کیا ہے، ایک ذمہ داری تو ناواقف لوگوں کو اسلام کے خیر پسند رویہ سے واقف کرانا ہے اور دوسری ذمہ داری اپنے عوام اور نئی نسل کے لیے اس دین کے مطابق تربیت و تعلیم کا نظم کرنا ہے، جو الحمد للہ ہمارے دینی مدارس انجام دے رہے ہیں۔ دوسروں پر اپنا حق یہ رکھا گیا ہے کہ وہ اسلام پر عمل کرنے والوں کے عمل میں رکاوٹ نہ ڈالیں، اور دوسرے یہ کہ ان کی خیر خواہی کی قدر کریں اور لحاظ کریں۔

ہمارا پرسنل لا بورڈ ان مذکورہ بالا پہلوؤں میں حسب ضرورت توجہ

کرتا ہے، اور حق نہ ملنے پر حق کے حصول کے لیے جمہوری و دستوری طریقہ سے کوشش کرتا ہے۔

یہ مذکورہ بالا کام ایسے ملک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، اور اس سلسلہ میں حکومت سے مدد نہیں لی جا سکتی، مذہبی ضرورت کا خود انتظام کرنا بورڈ نے ضروری سمجھا ہے، اور وہ اس سلسلہ میں ملک کے دستور کے سیکولر ہونے کو بنیاد بناتا ہے، اور ہر ایک کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی جو ضرورت ہے اس کی اجازت دیتا ہے، اس میں ترمیم و تنسیخ کی گنجائش نہیں، بورڈ اسی کے ساتھ ساتھ ملک کی سیاسی یا جماعتی کشمکش سے اپنے کو الگ رکھتا ہے، تا کہ وہ مخلصانہ اور غیر جانبدارانہ طریقہ کار پر عمل کر سکے، اور اپنے مقررہ مقاصد کو انہیں کے دائرہ میں رکھتے ہوئے عمل میں لائے، اور مسلمانوں کے مختلف مسلکوں اور گروہوں کے درمیان میں اتحاد کو قائم رکھتے ہوئے اپنے بلند مقاصد کو پورا کیا جا سکے، اس کو ہمارے جلسوں اور کانفرنسوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرات! ہمارا یہ اجلاس انتخابی اجلاس بھی ہے، بورڈ اپنی کارکردگی اگلی مدت میں بھی ان شاء اللہ بحسن وخوبی انجام دیتا رہے گا، ہمارے بورڈ کے ارکان نے آپس میں جو یک جہتی کا رویہ قائم کیا ہے، وہ مسرت کا باعث ہے اور اس سے ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے مذہب کے تقاضوں کو پورا کرنے میں جو مدد مل رہی ہے وہ ان شاء اللہ ملتی رہے گی جو ملت کے مقصد کار میں نفع بخش رہے گی۔

بورڈ کے قیام پر چوالیس ۴۴ سال گذر چکے ہیں، وہ ملت اسلامیہ ہند کی عظیم و کارگذار شخصیتوں کے ذریعہ سے وجود میں آیا، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند اس کے پہلے صدر ہوئے اور ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی سابق قاضی القضاۃ امارت شرعیہ بہار صدر ہوئے تھے، اور جنرل سکریٹری کے اہم عہدہ پر حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ نے اولین اور اہم کردار انجام دیا، اور بورڈ کو اہمیت وقوت حاصل ہوئی، ان کے بعد مولانا سید نظام الدین صاحبؒ امیر شریعت بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ نے اہم خدمات انجام دی، انہوں نے بورڈ کی مخلصانہ جدوجہد کے ساتھ رہنمائی کی، اور بورڈ کی ذمہ داری کو قائم رکھا، اسی طرح ان کے معاون سکریٹری جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحبؒ اور سکریٹری جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحبؒ بھی یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہوئے، مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی وفات کے بعد سکریٹری جنرل کی جگہ حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ کے مؤقر صاحبزادے مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب نے ذمہ داری سنبھالی، ان کے تجربہ وحسن عمل سے بورڈ کو تقویت ملی، اور سکریٹری کے عہدہ پر مولانا خالد سیف اللہ صاحب کے ساتھ مولانا محمد فضل الرحیم صاحب مجددی بھی بطور سکریٹری منتخب ہوئے۔ یہ حضرات اور خازن بورڈ جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب بورڈ کو اپنی فکرمندی سے تقویت پہونچاتے رہے ہیں، صدر کے تعاون کے لیے محترم نائب صدور سے تقویت ملتی رہی، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔

حضرات! ہمارا یہ اجلاس ملک کے خاص حالات میں منعقد ہو رہا ہے، وہ ان حالات کے تناظر میں غور کرے گا، اور لائحہ عمل طے کرے گا، تمام ارکان بورڈ سے ملت کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے پورے تعاون کے ملنے کی امید ہے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ساتھ کی جانے والی مخلصانہ کوششیں کامیاب ہوتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ ہی ہماری اصل طاقت ہے، اور وہی ہماری کامیابی کی کلید ہے۔

بورڈ کے سابق ذمہ داران حضرات جن کی فکر وتوجہ سے بورڈ نے حسن کارکردگی دکھائی، اور ان کی یہ فکر وتوجہ بورڈ کے کارگذاروں کے لیے رہنمائی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا منت اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ، جناب مولانا مجاہد الاسلام قاسمی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا نظام الدین صاحبؒ اپنی اپنی ذمہ داری کی مدت میں بورڈ کو اس کی معیاری راہ عمل پر ڈال گئے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ بورڈ اس کی مدد سے اپنی قیمتی خدمات انجام دیتا رہے، اور اللہ کی مدد ہی تمام کامیابیوں کی کنجی ہے۔

﴿و آخر دعوانا أن الحمد للّٰہ رب العالمین﴾

۞۞۞

جنرل سکریٹری رپورٹ

برائے پچیسواں اجلاسِ عام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

مؤرخہ ۱۸/۱۹/۲۰/نومبر ۲۰۱۶ء، جمعہ، سنیچر و اتوار، مقام: کلکتہ (بنگال)

از: مولانا محمد ولی رحمانی (جنرل سکریٹری بورڈ)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین و علی آلہ و صحبہ اجمیعن، اما بعد.

حضرت صدر عالی قدر، بورڈ کے ذمہ داران، ارکان و مدعوین او مجلس استقبالیہ کے ذمہ داران ورضا کاران اور ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے دردمندان ملت!

جے پور میں منعقد اجلاس کے بعد ہم لوگ یہاں جمع ہوئے ہیں، آپ سب کا استقبال ہے، ہمیں یقین ہے کہ مسائل ومشکلات میں گھری امت کے دردمند نمائندوں کی حیثیت سے آپ مشکلات و معاملات پر غور کرتے رہے ہیں، اور ہم سب سنجیدہ غور وفکر کے ساتھ کسی باوقار اور نتیجہ خیز فیصلہ تک پہونچیں گے۔

حضرات گرامی! یہ اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے ہم سب کو دین حق کی ہدایت سے سرفراز فرمایا، رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا اور ایک ایسے دین سے نوازا، جو پوری انسانی زندگی کا احاطہ کرتی ہے، جس کی مثال نہ کسی اور مذہب میں ملتی ہے اور نہ کسی نظام قانون میں۔

حضرات! شریعت اسلامی کئی جہتوں سے امتیازی شان رکھتی ہے، اس کے احکام میں اعتدال اور میانہ روی ہے، اور اس کی ہدایات انسانی ضرورت ومصلحت اور فطرت سے ہم آہنگ ہیں: ''فِطْرَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا'' (الروم:۳۰) شریعت اسلامی کی دوسری خصوصیت اس کی ابدیت اور ہمیشگی ہے؛ چوں کہ پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ تمام ہو چکا ہے اور اب قیامت تک انسانیت کو آپ کی نبوت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت ہی کے زیر سایہ رہنا ہے: ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً'' (المائدۃ:۳)

-----تیسری خصوصیت اس شریعت کی جامعیت ہے کہ یہ انسانی زندگی کے تمام مسائل کا احاطہ کرتی ہے، عبادت ہو یا معاشرت، معاملات ہوں یا اجتماعی زندگی کے مسائل، مسلمانوں کے باہمی روابط کا مسئلہ ہو یا غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ تعلقات کا، یا دوسرے اجتماعی مسائل ہوں، شریعت تمام اُمور کے بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے، قرآن مجید نے اس کے اُصول بیان کردیئے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے قول وعمل کے ذریعہ اس کو اس طرح واضح فرمادیا ہے کہ زندگی کا کوئی مسئلہ تاریکی میں نہیں ہے۔

محترم حاضرین! ہندوستان میں جب اسلامی قوانین خاص طور پر مسلم پرسنل لا سے متعلق قوانین اس طرح زیر بحث آنے لگے کہ ان کی اہمیت وافادیت، معنویت وضرورت پر سوالات کھڑے کئے جانے لگے اور اسلامی شریعت سے ناواقف افراد نے اس پر تنقیدیں شروع کردیں اور پھر مختلف جہتوں اور سمتوں سے قوانین شریعت کی مخالفت کھلے عام کی جانے لگی، قانون ساز اداروں اور مجالس میں اس انداز سے گفتگو ہونے لگی کہ گویا رائج مسلم پرسنل لا میں بہت کچھ تبدیلیوں کی ضرورت ہے، یہاں تک کہ اس وقت پارلیمنٹ میں کچھ ایسے قوانین بھی زیر بحث آئے جن کا مقصد یونیفارم سول کوڈ کی راہ ہموار کرنا تھا، یہ بات مسلمانوں کے لئے تشویشناک تھی، کیونکہ ہندوستان جیسے ملک میں جہاں تمام فرقوں کے لوگ رہتے چلے آرہے ہیں اور اپنے مذہبی قانون پر عمل کرتے رہے ہیں اور جہاں مختلف تہذیبوں اور رسم ورواج سے وابستہ لوگ آباد ہیں، اور انہیں بھی تحفظات حاصل ہیں، اور جہاں مختلف طبقوں اور گروہ کو آئینی اعتبار سے اپنے پرسنل لا پر عمل کا دستوری حق حاصل ہے، وہاں کوئی ایسی تجویز جو یونیفارم سول کوڈ کی جانب لے جائے وہ نہ تو قابل قبول ہے اور نہ قابل عمل۔ اس صورت حال میں اس بات

کا اندیشہ اور خطرہ محسوس کیا جانے لگا کہ شاید بچا کھچا مسلمانوں کے پرسنل لا کا حصہ بھی اس ملک میں دستوری تحفظ وضمانت کے باوجود نشانہ پر ہے۔ اسی احساس کے نتیجہ میں مسلم پرسنل لا کے دفاع وتحفظ اس کی تفہیم وتشریح اور اس کے نفاذ وتطبیق کی منظم کوشش شروع ہوئی اور بالآخر تمام مسالک ومکاتب فکر کے مشائخ وعلماء کی تائید وحمایت اور تعاون واتفاق سے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا قیام عمل میں آیا۔

بورڈ کے قیام کے محرکات میں جہاں یہ بات پیش نظر رہی کہ اس ملک میں مختلف مسالک ومکاتب فکر کے درمیان اتحاد واشتراک عمل کا سلسلہ قائم ہو اور خود مسلمانانِ ہند کی متحدہ ومشترکہ طور پر ان امور میں رہنمائی ورہبری بھی ہو جو عصر حاضر کی مختلف تبدیلیوں کے نتیجہ میں مختلف سطح پر ظاہر ہو رہی ہیں، وہاں یہ بات بھی پیش نظر رہی کہ تمام دینی تنظیموں، جماعتوں، شخصیات و اداروں، اور اہل فکر واہل علم کو ساتھ لیا جائے، اور اٹھنے والے فتنوں اور اسلامی قوانین پر اٹھائے گئے سوالات کا معقول ومدلل جواب بھی دیا جاسکے اور مسلم پرسنل لا کا تحفظ ودفاع بھی کیا جاسکے۔ اور مسلم پرسنل لا پر عمل کا جذبہ بھی پیدا کیا جائے ـــــ اور ہم سب اسی راہ پر گامزن ہیں۔

محترم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وارکان ومدعوئین گرامی!

آج ہم بورڈ کے دوسرے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ، اسسٹنٹ جنرل سکریٹری محترم جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحبؒ اور اول دن سے بورڈ کے سکریٹری رہے محترم جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحبؒ کی غیر موجودگی میں بورڈ کا پہلا سالانہ اجلاس منعقد کر رہے ہیں، ان بزرگوں کی کمی شدت سے محسوس کیجارہی ہے۔ مؤرخہ ۱۷/اکتوبر ۲۰۱۵ء کو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے دوسرے جنرل سکریٹری حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی وفات ہوگئی، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ ان کی وفات یقیناً بورڈ کے لئے اور ان تمام اداروں کے لئے غیر معمولی نقصان ہے، جن کا سفر ان کی مدبرانہ قیادت، مومنانہ فراست اور حکیمانہ طرز عمل کے تحت طے ہو رہا تھا، وہ بورڈ کے بانی جنرل سکریٹری امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ رحمانی صاحبؒ کی وفات کے بعد ۱۲/مئی ۱۹۹۱ء کو بورڈ کے دوسرے جنرل سکریٹری نامزد ہوئے، اور تا وفات اس خدمت کو انجام دیتے رہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے لئے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند کرے۔ آمین۔

اسی طرح محترم جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحب بھی ۱۴/جنوری ۲۰۱۶ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ یہاں پر ان کو یاد نہ کرنا بڑی ناسپاسی ہوگی اور ان کی عظیم خدمات اور کارہائے نمایاں کو خراج تحسین پیش نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی کیوں کہ محترم قریشی صاحب ماہر قانون داں، دردمند انسان اور معاملات ومسائل پر گہری نظر رکھنے والے شخص تھے، انہوں نے بعض بڑے نازک مرحلوں میں جرأت وہمت اور اعتدال و توازن کے ساتھ ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فرض انجام دیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے بینر تلے انہوں نے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور بہترین اجر دے۔ (آمین)

اسی طرح ابھی حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ اور محترم محمد عبدالرحیم قریشی صاحبؒ کی وفات کا صدمہ تازہ تھا کہ بورڈ کے مخلص خادم اور سکریٹری محترم جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب بھی ۱۷/فروری ۲۰۱۶ء کو اللہ کو پیارے ہوگئے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب بورڈ کے کارواں میں پہلے دن سے شریک رہے، دسمبر ۱۹۷۲ء کے ممبئی میں منعقد ہونے والے مسلم پرسنل لا کنونشن کے انتظامات میں پیش پیش رہے، اور بورڈ کے قیام کے بعد اس کے کاموں میں پوری دلچسپی لیتے رہے۔ شیخ صاحب اپنی خدمات کے لحاظ سے بجا طور پر اس کے مستحق ہیں کہ انہیں بنیاد کا پتھر کہا جائے، اللہ تعالیٰ نے انہیں لانبی عمر اور اچھے اعمال کی دولت سے نوازا تھا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی خدمات کو قبول فرمائے اور جن پودوں کو تناور بنانے میں ان بزرگوں نے محنتیں کی ہیں، وہ ہمیشہ سرسبز وشاداب رہیں۔

اسی طرح جے پور کے اجلاس کے بعد سے آج تک بورڈ کے ارکان میں حضرت مولانا محمد ریاض الدین فاروقی ندوی صاحب اورنگ آباد مہاراشٹر، ڈاکٹر سید عبدالحلیم سلفی صاحب دربھنگہ، حضرت مولانا قدیر احمد شاہ اداء الآمری صاحب بنگلور، مولانا مفتی محمد شمس الدین آفریدی صاحب بھوپال، محترمہ ڈاکٹر صفیہ نسیم صاحبہ لکھنؤ، جناب ہارون موزہ والا صاحب (ممبئی) اور جناب مولانا جسیم الدین رحمانی، قاضی القضاۃ امارت شرعیہ بہار،

جھارکھنڈ، اڈیشہ، پٹنہ ہم سے جدا ہوگئے اور ہم ان کی افادیت سے محروم ہوگئے، یہ حضرات بورڈ کے کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ رب کریم ان تمام بزرگوں کو جنت الفردوس میں جگہ دے ان کے حسنات کو قبول فرمائے، اور ملت کو ان کا بہتر بدل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

گذشتہ تقریباً آدھی صدی کی تاریخ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی خدمات بڑی اہمیت کی حامل رہی ہیں، بزرگوں نے اسے اپنے خون جگر سے سینچا، اور آنے والی نسلوں کے لئے رہنما خطوط کی شکل میں چھوڑا۔ بزرگوں کے ان ہی رہنما خطوط کی روشنی میں بورڈ خدمات انجام دے رہا ہے، اور جب کوئی مؤرخ ہندوستان کی اس نصف صدی کی تاریخ مرتب کرے گا تو بورڈ کی خدمات کو نظر انداز نہیں کر پائیگا۔ مسلم پرسنل لا بورڈ ہر موقع پر قوم وملت کی رہنمائی اور عوامی بیداری کا فریضہ انجام دیتا آرہا ہے۔ بورڈ اپنے پہلے صدر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اور بانی جنرل سکریٹری حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی (رحمہما اللہ) کے خوابوں کی تکمیل میں لگا ہے۔ بورڈ کے بانی جنرل سکریٹری کے وصال کے بعد حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ جنرل سکریٹری بنائے گئے ان کے دور میں بورڈ نے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنا کام بخوبی انجام دیا۔ گذشتہ سال حضرت مولانا سید نظام الدین صاحبؒ کی پیرانہ سالی، بیماری و اعزاری کو دیکھتے ہوئے ۷/جون ۲۰۱۵ء کی مجلس عاملہ نے کارگزار جنرل سکریٹری کی حیثیت سے اس ناچیز کے ناتواں کاندھوں پر ذمہ داری ڈالی اور ایسے وقت میں یہ ذمہ داری دی گئی جب ملک کے حالات نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ ہندوستان میں پائی جانے والی تمام اقلیتوں کے لئے ناگفتہ بہ ہیں۔ اور ایسے حالات میں فرقہ پرست جماعت کا مرکز میں برسر اقتدار آنا، سیکولرزم، آئین اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب کے لیے بڑا چیلنج ہے، ویدک دھرم، برہمنی تہذیب کا فروغ اور یوگا اور سوریہ نمشکار جیسے امور کے لزوم اس کے اثرات ہیں، اور مسلم پرسنل لا سے متعلق مختلف معاملات پر تنقید اور تلخ تبصرے اور اسے ختم کرکے یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی کوشش نے ملک کی صورتحال کو مزید تشویشناک بنادیا ہے، ہمارا یہ ملک گنگا جمنی تہذیب کی نہ صرف علامت ہے بلکہ یہاں کی جمہوریت اور بین مذاہب اتحاد واتفاق ہی اس ملک کا حسن ہے۔ مگر اب دن بدن عدم رواداری میں اضافہ ہورہا ہے اور ملک کی فضا مسموم ہوتی جارہی ہے۔ ان حالات میں بورڈ کی ذمہ داری بھی پہلے کے مقابلے میں بڑھ گئی ہے۔ اللہ کا کرم ہے کہ بورڈ کا کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ ان چند مہینوں بلکہ تقریباً ڈیڑھ سال میں ملکی حالات اور بورڈ کے فیصلوں کی روشنی میں جو کچھ بن پڑا اسکی تھوڑی تفصیل یہاں پیش کیجارہی ہے۔

محترم حضرات! جیسا کہ آپ سبھوں کو معلوم ہے کہ اس سے پہلے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا سالانہ اجلاس جے پور میں منعقد ہوا تھا اور اس اجلاس میں جو تجاویز منظور کی گئی تھیں ان سب پر عمل درآمد کے لئے ۷/جون ۲۰۱۵ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں مجلس عاملہ کا نہایت اہم اجلاس ہوا تھا جسمیں کاموں کی ترتیب اور ذمہ داریوں کی تقسیم بھی ہوئی تھی اور اسی نشست میں اس حقیر ناتواں کے کمزور کاندھوں پر ایک نئی ذمہ داری ڈالی گئی لیکن سچی بات یہی ہے کہ میٹنگ کے چند دنوں بعد رمضان المبارک کی وجہ سے کاموں کی رفتار میں وہ تیزی نہ آسکی جسکی ضرورت تھی لیکن عیدالفطر کے معاً بعد مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق سکریٹریز اور کنوینرز کی دو روزہ اہم نشست یکم و دو اگست ۲۰۱۵ء کو دہلی میں منعقد ہوئی جسکی تین نشستیں ہوئیں اور اس میں مسلم پرسنل لا بورڈ کی کمیٹیوں کے کاموں اور پیش آنے والی دشواریوں کا جائزہ لیا گیا، ساتھ ہی مسلم پرسنل لا بورڈ کے کاموں اور آئندہ کے پروگراموں پر غور وخوض کیا گیا اور کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے تفصیلی پروگرام طے کیا گیا۔

اس دو روزہ نشست میں تفہیم شریعت کمیٹی، دارالقضا کمیٹی، آثار قدیمہ کمیٹی، اصلاح معاشرہ کمیٹی، لازمی نکاح رجسٹریشن کمیٹی، مجموعہ قوانین اسلامی کمیٹی کے کاموں کا جائزہ اور بورڈ کو متحرک اور فعال کرنے کے سلسلہ میں درج ذیل چند عمومی فیصلے کئے گئے۔

حضرات! عید کے معاً بعد کاموں کی انجام دہی میں تیزی پیدا کی گئی اور ۱۳/اگست ۲۰۱۵ء کو ایک تفصیلی صحافتی بیان اخباروں کو جاری کیا گیا اور یہی بیان بورڈ کے خبر نامہ کے جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء کے صفحہ ۷/پر بھی موجود ہے، اس بیان کی روشنی میں پہل کرتے ہوئے بورڈ کی مجلس عاملہ کے رکن جناب الحاج عارف مسعود صاحب نے ۱۷/اگست ۲۰۱۵ء کو شہر بھوپال میں دین اور دستور بچاؤ تحریک کا نہایت اہم پروگرام اس حقیر کی صدارت میں منعقد کرایا جو انتہائی مفید بھی رہا، اس کے بعد ۲۱/اگست ۲۰۱۵ء کو پریس کلب

آف انڈیا میں ملک کے مختلف اقلیتوں کے سربراہوں کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس منعقد کی گئی اسی پریس کانفرنس کے موقع سے حسب ذیل کامن منیمم پروگرام اوراعلامیہ جاری کیا گیا:

کامن منیمم پروگرام

Common Minimum Programme

ہم بھارت کی قوم نے ایک ایسا دستور بنایا ہے جسے بجا طور پر دنیا کے بہترین دستوروں میں شمار کیا جاسکتا ہے،اس آئین کے بنیادی ستون انصاف،حقوق کی آزادی،مساوات،اوراخوت و بھائی چارہ ہیں مگر آج ان میں سے ہرستون کوشدید خطرہ لاحق ہے۔

ہمارے آباء واجداد جنہوں نے اس آئین کو بنایا ان کے ذہنوں میں یہ بات مکمل طور پرواضح تھی کہ آئین کے ذریعہ بھارت کے ہر باشندے کو مذہب وبرادری،زبان وجنس اورذات پات کے کسی فرق کے بغیر برابر کا تحفظ اور مواقع کی ضمانت ملے۔اور یہ کہ آئین کے ذریعہ عقیدہ و مذہب اور عبادت کی آزادی،پرامن و بقائے باہمی اور خوشحالی ملے،اور خاص طور پر غریب،پچھڑے اور مظلوم طبقات کے لئے ترقی وخوشحالی کو یقینی بنایا جائے۔

یہی وجہ ہے کے آئین میں یہ بات خصوصیت سے ذکر کی گئی ہے کہ بھارت ایک سیکولر ملک رہے گا۔جس کی بنا پر حکومت کا نہ کوئی سرکاری مذہب ہوگا،نہ وہ کسی مذہب کوفروغ دے گی اور نا ہی اس کی پشت پناہی کرے گی،اورمزید یہ کہ وہ کسی کے ساتھ دین و مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں برتے گی۔ بھارت کے ہرشہری کو یہ آزادی ہوگی کہ وہ جس مذہب کو چاہے اپنائے اوراس کی تبلیغ کرے۔

آئین،حکومت کو اس بات کا بھی پابند بناتا ہے کہ وہ غربت،بھوک،محتاجی، دولت کے چند ہاتھوں میں ارتکاز اور معاشی نابرابری کوختم کرنے کی ہرممکن کوشش کرے،اورحکومت اس امرکو یقینی بنائے کہ تعلیم،صحت اورمناسب روزگار ہرایک کے لئے مہیا ہو۔

مگرآج کل مذہبی اقلیتوں پر،ان کی عبادت گاہوں اور ان کی املاک پر،ان کی مذہبی شناخت کو بنیاد بنا کر حملے ہورہے ہیں،ان کے اندر دوسرے نمبر کے شہری ہونے کا احساس پیدا کیا جارہاہے۔جس کی واضح مثال،مسلمانوں اور عیسائیوں کو ایک مخصوص مذہب کو جبراً،قبول کرانے والے واقعات ہیں جو''گھر واپسی'' کے نام سے وقوع پذیر ہوئے ہیں،جبکہ حقیقت میں بھارت تمام فرقوں کا''گھر''ہے،اورسب برابر ہیں۔

یہ اوراس طرح کے واقعات،آئین کی جانب سے دئے گئے مذہبی آزادی کے حقوق کی ضمانت کا مضحکہ اڑاتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

دولت کی بڑھتی نابرابری،بھوک مری اور غربت و افلاس،قلت تغذیہ،اس کے ساتھ ساتھ زراعت،تعلیم اورصحت کے میدان میں بڑھتی غفلت ولاپرواہی،عوام الناس میں فروغ پاتا ہوامعاشرتی عدم تحفظ کا احساس،یہ اوراس طرح کے امور بھی اس ملک کے باشندے ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے باعث فکر وتشویش ہیں۔

اس لئے آج بروز منگل ۱۸؍اگست ۲۰۱۵ء کو ہم اس ملک کے شہری،بلاتفریق،دین و مذہب،جنس وذات پات،اورزبان ونسل''ایک عمومی متفقہ ایجنڈے''پراتفاق کرتے ہیں اور متفقہ طورپر یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم سب ان درج ذیل مقاصد کے لئے ہرممکن مشترکہ جدوجہد کریں گے۔

۱۔ ملک کے آئین کے تحفظ اوراس کے بنیادی اقدار،سکولرزم،انصاف،آزادی،مساوات اور بھائی چارگی پرعملدرآمد کو یقینی بنانا۔
۲۔ تعلیمی نظام اورنصاب کے سیکولر اور سائنٹفک مزاج اور کردار کے تحفظ اوراس کے خلاف اٹھائے جانے والے ہرقدم کے خلاف جدوجہد۔
۳۔ ہم کو،یا ملک کی کسی بھی سماجی یا مذہبی اکائی کوعقیدہ و مذہب کی آزادی سےمحروم کرنے والی ہرمداخلت کی پرزورمخالفت۔
۴۔ ہرایسے اقدام کی مخالفت جو بھارت کے غریب عوام کی خوشحالی تعلیم صحت اورسماجی تحفظ کے سلسلہ میں ریاست کی ذمہ داری کوکم کرے۔
۵۔ مذکورہ بالا مسائل میں عوامی بیداری پیدا کرنے کے لئے،عوام کے مسلسل رابطے میں رہنا اور ملک گیر پیمانے پراس سلسلہ میں تحریک برپا کرنا۔

اعلامیہ

ہم دستخط کنندگان ذیل مذکورہ بالا مقاصد کے لئے ایک Common Minimum Programme کے تحت جمہوری اور پرامن طریقے سے اجتماعی جدوجہد کا عہد کرتے ہیں جب بھی ہمیں اس مقصد

کے لئے بلایا جائے گا ہم حاضر رہیں گے، ہم ہر اس کوشش میں تعاون کا بھی عہد کرتے ہیں جو اپنے ملک کے سیکولر اور جمہوری آئین کے تحفظ اور زندگی کے تمام شعبوں میں مؤثر طریقے سے عملدر آمد کے لئے کی جائے گی۔

مذکورہ بالا کامن منیمم پروگرام اور اعلامیہ پر حسب ذیل لوگوں نے دستخط فرمائے۔

۱۔محمد ولی رحمانی،۲۔اے سی مائیکل،۳۔وامن میشرام،۴۔جگت گروجے مرتونجے، ۵۔سوامی کرنیشور، ۶۔اشوک امبیڈکر، ۷۔راج رتن امبیڈکر،۸۔کمال فاروقی

محترم حضرات! آپ کو معلوم ہے کہ ملک میں ویدک دھرم اور برہمنی تہذیب کو نافذ کرنے کے سلسلہ میں مرکز کی موجودہ حکومت نے ۲۱/جون ۲۰۱۵ء کی تاریخ کو یوم یوگا کے نام سے منانے کے سلسلہ میں باقاعدہ اقوام متحدہ سے بھی منظور کرالیا۔ اس کے بعد بورڈ کے اسسٹنٹ جنرل سکریٹری محترم جناب محمد عبدالرحیم قریشی صاحبؒ نے ۱۰/جون ۲۰۱۵ء کو ایک اخباری بیان کے ذریعہ اس کی حقیقت اور حکومت کی منشاء پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ یقیناً آپ کی نظروں سے وہ بیان ضرور گذرا ہوگا اور یہی بیان بورڈ کے سہ ماہی خبر نامہ میں جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء کے صفحہ ۱۳/پر بھی موجود ہے۔۲۱/جون ہی کی تاریخ کیوں مقرر کی گئی اور اس کے پیچھے کون سی ذہنیت کام کر رہی ہے یہ بھی ہمارے ذہنوں میں رہنا چاہئے کہ ۲۱/جون کی تاریخ اس لئے طے کی گئی کہ اسی دن آر ایس ایس کے بانی کیشو بلی رام ہیگڑے جی (۱۸۸۹ء-۱۹۴۰ء) نے آخری سانس لی تھی۔ کس خوبی اور چالاکی کے ساتھ ایک طریقہ عبادت کے دن کو آر ایس ایس کی تاریخ ساز شخصیت سے جوڑا گیا۔

یوگا پر غور کرنے کے سلسلہ میں ۱۲/نکاتی ایک تفصیلی خط تمام ارکان بورڈ اور مدعوئین کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور اسی خط کے اکثر حصہ کو ۱۹/جون ۲۰۱۵ء کو اخباری بیان کی شکل میں جاری کیا گیا تھا جس پر پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں ہفتہ بھر زور وشور سے چرچہ رہا اور اس بیان نے پورے ملک کے پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا میں ایک طوفان کھڑا کر دیا تھا یقیناً یہ سب آپ کی نظروں سے گذر چکا ہوگا اور یہ پورا خط جولائی تا ستمبر ۲۰۱۵ء کے خبر نامہ میں بھی شائع کیا گیا تھا تاکہ حکومت کی ذہنیت کا لوگوں کو پوری طرح علم ہو سکے۔

محترم حضرات! ۷/جون ۲۰۱۵ء کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے مطابق کل ہند سطح پر ''دین اور دستور بچاؤ تحریک'' شروع کی گئی۔ یوپی، دہلی، بھوپال، اورنگ آباد، حیدرآباد، مالیگاؤں، ممبئی، بنگلور اور ہنگولی ممبرا، سہرسہ، رانچی وغیرہ میں بڑے پیمانے پر عوامی اجتماعات ہوئے، کاموں کو بہتر طریقہ پر انجام دینے کی غرض سے فی الحال کئی صوبوں میں صوبائی سطح پر کنوینر و معاون کنوینر بھی بنائے گئے ہیں۔ ابھی پورے ملک میں کاموں کو منظّم کرنے کا مرحلہ باقی ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد ہی مکمل کرلیا جائیگا۔ میں نے دہلی، امروھہ، بھوپال، مالیگاؤں، حیدرآباد، ممبئی، بنگلور اور ہنگولی ممبرا، سہرسہ اور انچی کے پروگراموں میں خود شرکت کی اور ان شہروں میں اچھے اور دور رس نتائج کے حامل پروگرام ہوئے۔

دین اور دستور بچاؤ تحریک کے سلسلہ میں ہم لوگ جہاں بھی حاضر ہوئے لوگوں نے پوری دلچسپی لی، جلسے ہوئے جن میں کچھ جلسے بڑے جلسوں کی تیاری کیلئے بھی تھے، ہر جگہ لوگوں نے تحریک کا استقبال کیا، بمبئی کی پریس کانفرنس میں اور امروھہ، ممبئی اور ہنگولی ممبرا، سہرسہ، رانچی کے عظیم الشان اجلاس میں مختلف مذہبی، تہذیبی اور سماجی اکائیوں کے نمائندوں نے شرکت کی، برادران وطن کی شرکت خود ان کے لئے بڑی حوصلہ افزا رہی، اور برادران ملت کی ہمت حوصلہ اور اعتماد میں اضافہ ہوا، مجھے یقین ہے کہ مختلف مذہبی، تہذیبی سماجی اکائیوں کا اشتراک عمل بھی بڑے دور رس اثرات پیدا کرے گا۔

بورڈ کے جے پور اجلاس اور ۷/جون ۲۰۱۵ء کی مجلس عاملہ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا تھا کہ چند ارکان پر مشتمل صدر محترم مجلس عمل کے ارکان کی تشکیل فرمادیں۔ حضرت صدر محترم کی طرف سے تشکیل کردہ ۱۸/ارکان کمیٹی کی بڑی اہم نشست یکم نومبر ۲۰۱۵ء کو بورڈ کے مرکزی دفتر نئی دہلی میں منعقد ہوئی جسمیں دین اور دستور بچاؤ تحریک کے سلسلہ میں طے کیا گیا کہ:

(۱) جس طرح آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی طرف سے شاہ بانو تحریک چلائی گئی تھی اسی طرز پر پورے ملک میں دین اور دستور بچاؤ تحریک کو منظّم کیا جائے ملک کے الگ الگ خطوں اور علاقوں میں جلسے، سیمینار اور سمپوزیم ہوں اور ان جلسوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

(۲) خالص مسلمانوں کیلئے منعقد کئے جانے والے جلسے، جس میں دین و ایمان کی اہمیت اور کفر وشرک کی قباحت اور آئین پر منڈلانیوالے خطرات کھل کر بیان کیے جائیں۔

(۳) برادرانِ وطن کے اشتراک کے ساتھ کئے جانے والے جلسے، ان جلسوں میں ملک کی نازک صورتحال، اور آئین کولاحق خطرات پر روشنی ڈالی جائے۔

(۴) مسلمان خواتین کی مظلومیت کا بہانہ بنا کر یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی جو باتیں سامنے آرہی ہیں ان کے تدارک کے لئے مسلم پرسنل لا بورڈ کی خواتین ممبرس کا ایک خصوصی اجتماع دہلی میں رکھا جائے، اور ان کو تربیت دے کر پورے ملک میں خواتین اسلام کی ذہن سازی کی ذمہ داری دی جائے، یہ بات بھی طے پائی ہے کہ اس خصوصی اجتماع کے دوسیشن ہوں ایک میں صرف بورڈ کی ممبر خواتین شریک ہوں اور دوسرے میں ممبر خواتین کے ساتھ ساتھ دیگر ذمہ دار اور فعال بہنوں کو بھی شریک کیا جائے۔

(۵) دلتوں کی تنظیم بام سیف کی جانب سے دین اور دستور بچاؤ تحریک کے سو جلسے ملک کے الگ الگ علاقوں میں منعقد کرنے کی پیشکش آئی اسی طرح لنگایت کمیونٹی کی جانب سے چالیس جلسوں کے انعقاد کی بات سامنے آئی ہے۔ یہ حضرات اپنے خرچ پر ان جلسوں کو منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی پیشکش کو قبول کرتے ہوئے یہ طے کیا گیا ہے کہ جلسوں کے تمام اخراجات ان کے ذمہ نہ ڈالے جائیں بلکہ بورڈ کی بھی اس میں شرکت ہوتا کہ زمام کار بورڈ کے ہاتھ ہی میں رہے۔

(۶) تحریک کو منظم کرنے کیلئے لٹریچر کی تیاری اور اسٹاف میں اضافہ کی بات بھی طے کی گئی۔

(۷) تحریک چلانے کیلئے کثیر مصارف کی ضرورت پڑے گی اس کے حصول کیلئے یہ بات طے پائی کہ جہاں جہاں جلسے ہوں وہاں منتظمین جلسہ کو توجہ دلائی جائے، نیز عمومی چندہ بھی ہو، اور خصوصی ملاقاتیں بھی کر کے تعاون حاصل کیا جائے، اس سے ضرورت بھی پوری ہوگی، اور چندہ دہندگان کے تعلق اور دلچسپی میں بھی اضافہ ہوگا۔

(۸) بام سیف اور بھارت مکتی مورچہ کا سالانہ پروگرام حیدرآباد میں ۲۵ / تا ۲۹ / دسمبر ۲۰۱۶ء منعقد ہو رہا ہے اس میں ایک سیشن دین اور دستور بچاؤ تحریک کیلئے مختص کیا جائے، اسی طرح ان کے پروگرام میں جو دن خواتین کیلئے مختص ہو، اس میں کوئی ایک ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت لے کر مسلم خواتین کے مسائل پر گفتگو کی جائے۔

(۹) تحریک کو مؤثر اور تیز رفتار بنانے کیلئے دیگر دینی جماعتوں، اور ملی تنظیموں کے ذمہ داران کے ساتھ میٹنگ کی جائے اور انہیں بھی تحریک کے کاموں کی ذمہ داری دی جائے۔

(۱۰) تحریک کے جلسوں کے سلسلے میں یہ بات طے پائی کہ جہاں جہاں مرکزی اجلاس ہوں وہاں مختلف تہذیبی، مذہبی، اور سماجی اکائیوں (عیسائیت، سکھ مت، بدھسٹ، لنگایت، ایس سی، ایس ٹی وغیرہ) کے ذمہ دار حضرات اور ان کے عوام کو بھی شریک کیا جائے۔

عدالت میں مقدمہ کے سلسلے میں طے کیا گیا کہ

۱۔ ملک کے موجودہ حالات کے تناظر میں اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ بورڈ کی لیگل سیل کو وسعت دی جائے، اور موجودہ افراد کے علاوہ دیگر اور باصلاحیت وکلاء کو بھی شریک کیا جائے، اور ان سے بھی کام لیا جائے۔

۲۔ یوگا، سوریہ نمسکار، گیتا کو قومی کتاب تسلیم کرنے یا نصابِ تعلیم کا حصہ بنائے جانے، اور اس طرح کے دوسرے معاملات کو بڑی تیاری کے بعد کورٹ میں چیلنج کیا جائے، اور باضابطہ رٹ پٹیشن فائل ہو۔

۳۔ تحریک میں جو مذہبی، تہذیبی اور سماجی اکائیاں شامل ہیں ان میں سے دلت، لنگایت، بدھسٹ، ایس سی، ایس ٹی حضرات کی طرف سے بھی پٹیشن فائل ہو۔

محترم حضرات!

ابھی گذشتہ چند مہینوں سے تین طلاق کے مسئلہ پر حکومت اور عدالت کی سرگرمیوں سے آپ بخوبی واقف ہوں گے کہ دو افراد کا معاملہ سپریم کورٹ میں ہندو سکسیشن امینڈمنٹ ایکٹ کے تحت زیر بحث تھا، جن میں پرکاش وغیرہ بمقابلہ پھول وتی وغیرہ کے وکلاء بحث کر رہے تھے، مقدمہ جسٹس انل آر دوے اور جسٹس آدرش گوئل سن رہے تھے، جہاں نہ مسلم پرسنل لا کا تذکرہ تھا، نہ یونیفارم سول کوڈ پر بحث تھی، اور نہ کسی مسلمان کا معاملہ تھا، جج صاحبان کو "تین طلاق کی کثرت" اور "مسلم عورتوں پر ہونے والے مظالم" یاد

آ گئے، انہوں نے از خود رٹ پٹیشن دائر کرنے کی ہدایت دی، اور حکومت ہند سے جواب بھی طلب کر لیا، مرکزی حکومت نے تین طلاق، حلالہ اور ایک سے زیادہ نکاح کے مسئلہ پر اسلامی قانون کے خلاف سپریم کورٹ میں اپنا افڈ وٹ داخل کیا اور یونیفارم سول کوڈ کے سلسلہ میں لا کمیشن کو مشورہ کے لیے خط لکھ دیا ہے، جس کے پیش نظر لا کمیشن نے سولہ سوالات کے جوابات دینے کی اپیل کی ہے—— تین خواتین کی طرف سے بھی سپریم کورٹ میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے، خواتین کی کئی انجمنوں نے بھی ان مسائل کی حمایت یا مخالفت میں عدالت میں مداخلت کاری کی عرضی گذاری ہے، سپریم کورٹ نے سب کو یکجا کر دیا ہے، اور ایک ساتھ شنوائی ہوگی——— مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں نے بورڈ کی لیگل کمیٹی کے سربراہ جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب کی نگرانی میں وکلاء کے ساتھ ۹/جولائی ۲۰۱۶ء، ۲۴/جولائی ۲۰۱۶ء، ۱۹/اگست ۲۰۱۶ء، ۲۰/اگست ۲۰۱۶ء اور ۷/ستمبر ۲۰۱۶ء مسلسل پانچ نشستوں میں مفصل گفتگو کی، اس کے بعد بورڈ نے اپنی درخواست تیار کی اور ۳۱/اگست ۲۰۱۶ء کو بورڈ کا جواب سپریم کورٹ میں داخل کیا گیا۔ ہمیں عدالت پر بھروسہ ہے کہ وہ آئین ہند کے مطابق انصاف کرے گی۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے رائے عامہ کو بیدار کرنے اور واقف کرانے کے لیے پورے ملک میں پرفورما بھیجا، جس پر پورے ملک میں دستخطی مہم چل رہی ہے، جسے پورے ملک میں کامیابی مل رہی ہے، اس دستخطی مہم میں تین چیزوں کی صراحت کی گئی ہے، اور خواتین اور مرد حضرات سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ سمجھ بوجھ کر دستخط کریں۔ اس پرفورما کی تین باتیں اس طرح ہیں۔

(۱) ہم اسلامی شریعت کے تمام احکام سے خاص طور پر نکاح، طلاق، فسخ، خلع، وراثت کے دینی احکام سے پوری طرح مطمئن ہیں، اور ان میں کسی طرح کی تبدیلی کی ضرورت یا گنجائش سے انکا کرتے ہیں۔

(۲) بھارت میں ہر مذہب کے ماننے والے کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی آئین ہند نے دی ہے، اس لیے ہمیں کسی بھی صورت میں یکساں سول کوڈ قبول نہیں ہے۔

(۳) ہم قانون شریعت کی حفاظت میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ساتھ ہیں۔

اس دستخطی مہم کا پہلا مرحلہ پورا ہو چکا ہے، مہم ابھی جاری ہے، اس مہم کے ساتھ دستخط شدہ فارم کو صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، وزیر قانون اور لا کمیشن کو بھیجا جا رہا ہے، اور خواتین کے دستخط والے فارم کو مذکورہ حضرات کے ساتھ ساتھ نیشنل کمیشن فار ومن کو بھی بھیجا جا رہا ہے، سارے دستخط شدہ فارم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے دہلی دفتر میں جمع ہو رہے ہیں، سارے فارموں کو مشورہ کر کے مناسب دفتر میں پہونچایا جائے گا۔

جناب والا! تیز رفتار بدلتے ہوئے حالات، باہمی اتحاد کے استحکام اور وحدت رائے کے قیام کے پیش نظر ضرورت محسوس ہوئی کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کل جماعتی مشاورتی میٹنگ طلب کرے، اس مقصد کے پیش نظر بورڈ نے ۱۱/اکتوبر اور ۱۹/اکتوبر کو نئی دہلی میں کل جماعتی میٹنگ طلب کی جس میں مولانا ارشد مدنی صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا محمد عثمان صاحب منصور پوری صدر جمعیۃ علماء ہند، مولانا سید جلال الدین عمری صاحب امیر جماعت اسلامی ہند، مولانا توقیر رضا خان صاحب سربراہ اتحاد ملت کانسل، مولانا ابو القاسم صاحب نعمانی مہتمم دار العلوم دیوبند، جناب نوید حامد صاحب صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت، مولانا محمود اسعد مدنی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء ہند، جناب ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب جنرل سکریٹری آل انڈیا ملی کانسل، مولانا اصغر علی امام مہدی صاحب جنرل سکریٹری مرکزی جمعیت اہلحدیث، مولانا اسرار الحق قاسمی ایم پی، جناب محمد جعفر صاحب، اور جناب محمد احمد صاحب (جماعت اسلامی ہند) مولانا عبد الوہاب خلجی صاحب رکن عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، جناب ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب (رکن مجلس عاملہ بورڈ) مولانا فضل الرحمان صاحب (جمعیۃ علماء ہند) جناب مولانا نیاز احمد فاروقی صاحب (جمعیۃ علماء ہند) جناب کمال فاروقی صاحب رکن مجلس عاملہ بورڈ، مولانا انعام الحق مدنی سلفی صاحب، اور راقم الحروف نے شرکت کی، اس میٹنگ میں بحمد للہ تمام فیصلے متفقہ طور پر ہوئے۔

پہلا فیصلہ یہ کیا گیا کہ: (۱) لا کمیشن کے سوالنامہ کا جواب نہیں دیا جائے، بائیکاٹ کیا جائے: (۲) اس فیصلہ کا اعلان پوری اہمیت کے ساتھ پریس کانفرنس میں کیا جائے: (۳) بورڈ کی دستخطی مہم ملک میں مضبوطی کے ساتھ چلائی جائے: (۴) ابھی ملک کے کسی حصہ میں مظاہرہ، دھرنا، بند، جلوس

اور اجلاس عام نہ کیے جائیں: (۵) نکاح اور طلاق کی تفصیلات اور ضروری عائلی مسائل پورے ملک کے مسلمان مردوں اور عورتوں کو سمجھائے جائیں۔

۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۶ء کو پریس کلب آف انڈیا نئی دہلی میں کل جماعتی پریس کانفرنس منعقد ہوئی، اور اس میں لاکمیشن کے سوالات کے بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا، اس موقعہ پر بہت سے صحافیوں نے سوالات کیے، جنکا تشفی بخش جواب دیا گیا، اس پریس کانفرنس کا اثر حکومت ہند، لاکمیشن اور پورے ملک پر پڑا، اس کے بعد ہی مرکزی وزراء تقریباً روزانہ بیان دینے لگے، وزیر اعظم بھی اپنے آپ کو روک نہ سکے، اور ایک سے زیادہ بار انہوں نے بھی اس معاملہ پر اپنی آواز بلند کی۔

حضرات گرامی! انہیں تاریخوں میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ملک کے کئی طبقات نے میٹنگ کی، اور ۲۰؍اکتوبر کو پریس کلب نئی دہلی میں پریس کانفرنس کے ذریعہ ملک کے سامنے اپنا نقطہ نظر رکھا، اس کانفرنس میں دلت، اور آدیباسی (ایس سی اور ایس ٹی) کے رہنما، لنگایت اور بودھ کے رہنماؤں نے شرکت کی جن کے نام یہ ہیں:—— بام سیف کے صدر وامن میشرام صاحب (صدر بھارت مکتی مورچہ) کورنیشور سوامی صاحب (لنگایت مونک) وشو لنگایت مہا سبھا، پروفیسر بھنتے سمیک رکشیت صاحب (بدھشٹ مونک) پروفیسر بابا ہستے صاحب (بدھشٹ انٹرنیشنل سنٹر) جناب پریم کمار گیڈم صاحب (راشٹریہ آدی واسی ایکتا پریشد) جناب کمار کالے صاحب (دوسرے بیک ورڈ کمیونٹیز)

ان حضرات نے اپنے متفقہ فیصلے کا اعلان ۲۰؍اکتوبر کو پریس کلب آف انڈیا میں کیا، انہوں نے کہا کہ وہ سب یونیفارم سول کوڈ کے خلاف ہیں، ان کے رسم ورواج، شادی بیاہ کے طور طریقے، آپسی جھگڑوں کو نبٹانے کا راستہ اور مرنے کے بعد انجام دیجانیوالی رسومات ہندوؤں سے بالکل علیحدہ ہیں، ہم سب اپنے اپنے طریقوں، رسم ورواج اور اپنی تہذیب کیساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں، نہ ہم ہندو مذہب کا حصہ ہیں، اور نہ کسی تہذیب میں ضم ہونا چاہتے ہیں—— جناب پریم کمار گیڈم نے یہ بھی کہا کہ ہمیں آئین کے شیڈ ولڈ ۵، ۶، ۷ کے تحت کئی تحفظات حاصل ہیں، جنہیں یونیفارم سول کوڈ کے ذریعہ ختم کرنے کی سازش کی جارہی ہے—— انہوں نے یہ بھی کہا کہ شیڈ ولڈ ٹرائب کی طرف سے سپریم کورٹ میں یونیفارم سول کوڈ کے خلاف پٹیشن دائر کی جاچکی ہے، ابھی اس کی منظوری نہیں ہوئی ہے—— اس پریس کانفرنس میں پریس نوٹ بھی جاری کیا گیا، جس میں کئی اہم باتوں کا اظہار کیا گیا، جس میں سبھوں نے یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ موجودہ گورنمنٹ کا یہ اقدام ملک کی سالمیت کو نقصان پہونچائے گا، اور ملک کے متحدہ ڈھانچہ کی بنیاد کو بڑی حد تک متاثر کرے گا——

مہمان گرامی! سپریم کورٹ کے مذکورہ اقدام کے بعد میڈیا میں تین طلاق پر گفتگو شروع ہوئی، اور ۲۰۱۶ء کے اپریل مئی آتے آتے ایسا محسوس ہونے لگا کہ ملک کا سب سے بڑا مسئلہ تین طلاق اور ایک سے زیادہ نکاح کی اجازت اور حلالہ ہی ہے، ٹی وی چینلوں پر یہ گفتگو لائی جاتی رہی ہے، آر ایس ایس کی کھڑی کی ہوئی بھارتیہ مسلم مہیلا آندولن کی ذمہ دار چند خواتین کو میڈیا نے بہت اچھالا، انہیں چینلوں پر بڑی اہمیت دی گئی، اور ان نازک مسائل پر سنجیدہ گفتگو کے بجائے اتھلی سطح کی ہلکی باتیں پھیلائی گئیں، پراپگنڈہ کا سیلاب آگیا، اور صورتحال کی صحیح تصویر پیش کرنے کا موقعہ ٹی وی پر نہیں دیا گیا، اسی مشکل مرحلہ میں محترمہ ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ کو موقعہ ملا، اور انہوں نے مسلم خواتین کی بھرپور نمائندگی کی، اور مختلف چینلوں پر انہوں نے شرعی نقطہ کو اعداد وشمار کی زبان اور تحلیل وتجزیہ کے انداز میں پیش کیا، جس کے بعد چینلوں کی ہیجانی کیفیت اور ہذیانی حملوں میں کمی آئی، بعض مسلم حضرات نے بھی شرعی نقطہ نظر کی ترجمانی کی—— آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی کل جماعتی پریس کانفرنس کو بھی میڈیا نے خلاف توقع کافی نمایاں جگہ اور مناسب وقت دیا، جس سے کل جماعتی موقف اور مسلمانوں کے نقطہ نظر کی وضاحت ہوئی، پھر ۲۷؍اکتوبر کو بھی پریس کانفرنس پریس کلب آف انڈیا نئی دہلی میں بورڈ کی طرف سے منعقد ہوئی، جس میں جنابہ ڈاکٹر اسماء زہرا، ڈاکٹر عالیہ، جنابہ عطیہ صدیقی، جنابہ یاسمین فاروقی (ایڈوکیٹ) جنابہ بشریٰ رحمان، جنابہ خورشیدہ خاتون اور محترمہ ممدوحہ ماجد صاحبہ، جنابہ زینت مہتاب صاحبہ نے شرکت کی اور تفصیل کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر کو دلائل اور اعداد وشمار کے ساتھ رکھا، جنابہ یاسمین فاروقی ایڈوکیٹ نے اپنے عدالتی تجربات کی روشنی میں تین طلاق پر اچھی گفتگو کی—— جن کے نتیجہ میں چینلوں کے جارحانہ انداز میں خاصی کمی آئی۔

حاضرین کرام! بورڈ کی بنائی ہوئی مختلف کمیٹیوں کی کارکردگی کے سلسلہ میں ایجنڈا کے تحت کنوینر حضرات کی رپورٹیں پیش ہوں گی، جن پر

تفصیل سے اگلی نشستوں میں آپ حضرات بھی اظہار خیال فرمائیں گے، مختصر یہ کہ:

لیگل سیل:

لیگل کمیٹی بورڈ کی بڑی اہم کمیٹی ہے۔ اس کے متعلق لیگل کمیٹی کے کنویز جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب کی رپورٹ ملاحظہ فرمائیے۔ اس وقت عدالتوں میں زیر دوراں مقدمات میں ممبئی ہائی کورٹ کے اندر امتناع نکاح نابالغان اور دارالقضاء کے نظام کو چیلنج کیا گیا ہے۔ قانونی پیروی کی جارہی ہے۔ اسی طرح کلکتہ ہائی کورٹ میں نکاح نابالغان کا ایک مقدمہ چل رہا ہے، قانونی کمیٹی نے اپنا جواب داخل کردیا ہے پیروی جاری ہے اور جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ بورڈ نے بابری مسجد مقدمہ کے الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل داخل کی ہے اور بورڈ نے اپنا مدلل اور مفصل جواب داخل کیا ہے، شنوائی کا مرحلہ ابھی نہیں آیا ہے۔ یونیفارم سول کوڈ کے تعلق سے دو معاملے سپریم کورٹ میں داخل ہیں۔

آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ قرآن وسنت سوسائٹی کیرالہ کی جانب سے اسلامی قانون وراثت کو کیرلا ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا اور ۲۰۰۸ء سے بورڈ اسکی قانون لڑائی لڑ رہا تھا۔ اس رٹ میں اسلامی قانون وراثت کو چیلنج کیا گیا تھا، اور عدالت نے اس میں حکومت ہند اور حکومت کیرالا کو فریق بنایا تھا، بورڈ کو جب اسکی اطلاع ملی تھی تو بورڈ بھی اس میں فریق بن کر مقدمہ لڑ رہا تھا اور قانونی پیروی کررہا تھا اور اس کے لئے کیرالا ہائی کورٹ کے مشہور وکلا کی خدمات بھی حاصل کی گئی تھیں۔ اور بورڈ کے لیگل سیل کے ذمہ دار جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب کی نگرانی میں قانونی کارروائی کی جارہی تھی۔ اور بورڈ کی نمائندگی کے نتیجہ میں مرکزی حکومت کا بروقت جواب داخل ہوسکا تھا۔

اس رٹ میں شریعت اسلامی کے قانون میراث کو چیلنج کیا گیا تھا کہ یہ قانون دستور میں شہریوں کو دئے گئے حقوق بالخصوص تمام شہریوں کے درمیان مساوات اور جنس ونسل وغیرہ کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت سے متصادم ہے اور آئین ہند کے بنیادی حقوق کے باب کی پہلی دفعہ میں یہ واضح کیا جاچکا ہے کہ جو قانون بنیادی حقوق سے متصادم ہو یا شہریوں کو بنیادی حقوق سے محروم کرتا ہو وہ اس حد تک کالعدم قرار پائے گا، اسلامی قانون میراث میں جنس کی بنیاد پر لڑکے اور لڑکی کے درمیان امتیاز برتا گیا ہے، میراث کا ایک قانون یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہوجاتا ہے اور اس کے کوئی اولاد نرینہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں اسکی ایک لڑکی ہو تو وہ نصف کی حقدار ہوگی اور ایک سے زیادہ ہو تو سب مل کر دو تہائی کی حقدار ہوں گی اور باقی متوفی کے بھائی اور بہن کو ملے گا اور متوفی کی اولاد نرینہ ہو تو متوفی کے بھائی بہن کو میراث میں کچھ نہیں ملے گا، یہ احکامات جنس کی بنیاد پر امتیاز کی ممانعت کے بنیادی حق سے متصادم ہیں، اس لئے ہائی کورٹ اسلامی قانون وراثت کو ناقابل نفاذ قرار دے۔ اس رٹ میں فوت شدہ بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو وراثت میں حصہ نہ دینے کے حکم اور وصیت میں صرف ایک تہائی ترکہ کی حد تک تحدید اور وارث کے حق میں وصیت نہ کرنے کے حکم کو بھی چیلنج کیا گیا تھا۔

اس سلسلہ میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذمہ داروں نے حکومتی سطح پر وزیر قانون اور وزیر اعظم سے بھی کئی مرتبہ نمائندگی کی تھی۔ پیشی کے مرحلوں کے گذرنے کے بعد ۲/جولائی ۲۰۱۵ء کو جب یہ درخواست عدالت کے سامنے آئی تو عدالت نے اس پٹیشن کو خارج کردیا۔ عدالت کے اس بروقت فیصلے سے پوری ملت ایک بڑے فتنہ سے کچھ وقت کے لئے محفوظ ہوگئی لیکن اب یہ معاملہ سپریم کورٹ میں آچکا ہے، لیگل کمیٹی اس پر غور کررہی ہے اور انشاء اللہ بورڈ پوری قوت کے ساتھ سپریم کورٹ سے بھی رجوع کرے گا بس آپ لوگوں کی دعاء اور تعاون چاہئے۔

دارالقضا کمیٹی:

بورڈ اپنے ابتداء قیام ہی سے نظام دارالقضا کی ترویج واستحکام پر خصوصی توجہ دیتا رہا ہے، اس شعبہ کو عملی طور پر انجام دینے کے لئے ایک مستقل کمیٹی قائم ہے، جس کے کنویز مولانا عتیق احمد بستوی صاحب ہیں اجلاس جے پور (مارچ ۲۰۱۵ء) کے بعد سے اس سلسلہ میں جو سرگرمیاں عمل میں آئی ہیں مختصراً وہ درج ذیل ہیں:

مسلم پرسنل لا بورڈ کے ۲۴/ویں اجلاس عام جے پور سے اب تک دارالقضا کمیٹی کی نگرانی میں دو مقامات پر پہلے یکم تا ۳/دسمبر ۲۰۱۵ء کو گونڈی ممبئی مہاراشٹر میں اور دوسرا جامعہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ پھلت مظفر نگر یوپی میں ۵/تا ۷/اپریل ۲۰۱۶ء کو سہ روزہ تربیت قضا کیمپ کا پروگرام منعقد ہوا، اسی طرح کمیٹی کے تحت کاموں کی انجام دہی اور آگے کے لائحہ عمل طے کرنے کے

سلسلہ میں کمیٹی کی پہلی میٹنگ ۱۶/ اگست ۲۰۱۵ء کو اور دوسری ۲۹/ ستمبر ۲۰۱۶ء کو ہوئی اور جے پور کے اجلاس کے بعد سے اب تک ۶/ مقامات (۱) جالنہ (۲) ناندیڑ (۳) بھنڈارہ (۴) رتنا گیری مہاراشٹر (۵) منیر بلیا یوپی اور (۶) منڈولی دہلی میں نئے دار القضا کا قیام الحمد للہ عمل میں آچکا ہے۔

اصلاح معاشرہ کمیٹی:

بورڈ کا ایک اہم شعبہ اصلاح معاشرہ کا ہے، جس کا مقصد مسلم معاشرہ میں ایسی بیداری پیدا کرنا ہے کہ مسلمان رضا کارانہ طور پر خود اپنے اوپر شریعت کو نافذ کریں، چنانچہ اجلاس جے پور (مارچ ۲۰۱۵ء) کے بعد سے اب تک صحیح صورتحال یہ ہے کہ اسکی ذمہ داری بھی میرے ہی اوپر تھی لیکن بورڈ کی نئی ذمہ داری اور دین اور دستور بچاؤ تحریک کو پورے ملک میں عام کرنے اور نیز اپنی گرتی سنبھلتی صحت کی وجہ سے سابقہ سالوں کی طرح امسال اصلاح معاشرہ کا کام تو ہوا لیکن جس طرح ہونا چاہئے وہ نہ ہوسکا، پھر بھی جو کچھ ہوا وہ بھی غنیمت ہے اور ملک کے کئی صوبوں خاص طور پر بہار، اڑیسہ، جھارکھنڈ، بنگال اور مہاراشٹر کے علاقوں میں تسلسل کے ساتھ کئی اہم پروگرام ہوئے۔ کئی دینی ملی جماعتیں اور مدارس کے علماء کرام اس موضوع کی طرف متوجہ رہتے ہیں، ۱۷/ اکتوبر سے ۱۷/ نومبر تک امارت شرعیہ بہار، جھارکھنڈ اڈیشہ کا اصلاح معاشرہ مہینہ پورا ہوا ہے، اور تینوں صوبوں میں امارت شرعیہ کے ارکان اور دوسرے علماء اور ائمہ نے بڑے منظم طریقہ پر اس کام کو آگے بڑھایا ہے۔

تفہیم شریعت کمیٹی:

بورڈ کا ایک اہم شعبہ تفہیم شریعت کا ہے جس کا مقصد مرد و خواتین قانون دانوں اور دانشوروں تک مسلم پرسنل لا سے متعلق شرعی احکام کو اس کی صحیح شکل میں پہنچانا اور اس سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنا ہے، اور اس اہم کمیٹی کے ذمہ دار سکریٹری بورڈ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب ہیں اور الحمد للہ ان کی سربراہی میں اس کمیٹی نے بورڈ کے جے پور اجلاس سے اب تک جو کام کیا ہے اسکی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

تفہیم شریعت کمیٹی کی اس دوران دو میٹنگیں پہلی ۱۶/ اگست ۲۰۱۵ء اور دوسری ۱۵/ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو منعقد ہوئی، اور تفہیم شریعت کے چار مقامات (۱) ۲۸/ ۲۹/ نومبر ۲۰۱۵ء کو دار العلوم سبیل الرشاد بنگلور (۲) ۲۱/ اگست ۲۰۱۶ء کو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی (۳) ۲۹/ ۳۰/ اکتوبر کو گوا اور (۴) ۵/ ۶/ نومبر ۲۰۱۶ء کو دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں انتہائی اہم اور مفید پروگرام ہوئے۔

آثار قدیمہ کمیٹی:

آثار قدیمہ کے سلسلہ میں بورڈ نے ایک مستقل کمیٹی پروفیسر ڈاکٹر شکیل احمد صمدانی صاحب کی سربراہی میں بنائی تھی حقیقت یہ ہے کہ بعض ٹیکنیکل دشواریوں اور خود کنوینر محترم کی تدریسی مصروفیتوں کی وجہ سے کاموں میں جو تیزی ہونی چاہئے وہ نہ ہوسکی اور مجھے امید ہے کہ اب بغیر کسی تاخیر کے جلد از جلد یہ کام مکمل ہوگا۔ انشاء اللہ

دین اور دستور بچاؤ تحریک:

مسلم پرسنل لا بورڈ نے دین اور دستور بچاؤ تحریک کے نام سے پورے ملک میں اس تحریک کو چلانے کا فیصلہ کیا تھا اور پورے ملک میں یہ تحریک زور و شور کے ساتھ چلی بھی، پورے ملک کے مسلمانوں نے جس گرمجوشی کے ساتھ اس تحریک میں حصہ لیا اسکی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی اور کم و بیش پورے ملک میں ڈھائی سو مقامات پر تحریک کے بڑے اہم پروگرام منعقد ہوئے، اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام احباب اور رضا کارانِ قوم و ملت کا بیحد مشکور ہوں کہ انہوں نے بورڈ کی آواز پر نہ صرف لبیک کہا بلکہ اس تحریک کے پیغام کو امید سے زیادہ مسلمان بھائیوں اور وطنی بھائیوں تک پہونچایا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

حضرات گرامی! مسلم پرسنل لا بورڈ کے سالانہ جلسوں کی روایت ایک اچھی اور مثبت روایت ہے۔ جس کے نتیجہ میں سال میں ایک بار کسی نہ کسی صوبہ میں پورے ملک سے ہوشمند اور دلِ دردمند رکھنے والے افراد جمع ہوکر تبادلۂ خیال کرتے اور مسلم پرسنل لا سے متعلق مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کے علاوہ معاشرے کی اصلاح اور اسلامی خطوط پر اس کی تعمیر نیز مسلمانانِ ہند کو اسلامی قوانین و شریعت مطہرہ سے جوڑے رکھنے، اس پر چلنے اور کاربند رہنے کے سلسلہ میں مختلف تدبیروں پر بات چیت اور مذاکرہ و مناقشہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں خود اعتمادی کو فروغ اور حوصلہ ملتا ہے۔ ساتھ ہی نئے مسائل و حالات کی نشاندہی اور تجزیہ میں آسانی بھی ہوتی ہے۔ کاموں کو آگے بڑھانے، پھیلانے، بہتر منصوبہ بندی اور بروقت اقدامات

کے سلسلہ میں بھی سالانہ اجلاس سے بہت مدد ملتی ہے، ان سب کے علاوہ سالانہ اجلاس کے اور بھی فائدے ہیں جس میں سے ایک عام مسلمانوں کو مختلف امور میں بورڈ کے موقف سے آگاہ کرانا بھی ہے۔

کلکتہ کا یہ اجلاس تیزی سے بدل رہے حالات میں بہت اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ اب نئے نئے انداز اور طریقوں سے شرعی قوانین واحکام پر تبصرے اور تنقیدیں کی جانے لگی ہیں۔ تحفظ حقوق اور اصلاحات کے عنوان سے ایسے فیصلے کئے جانے لگے ہیں جن کی ضرب اور زد مسلم پرسنل لا پر کسی نہ کسی درجہ میں پڑ رہی ہے۔ اس طرح وضعی قوانین کو الٰہی قوانین کے مقابلہ میں بہتر بنا کر پیش کرنے کی کوششیں بھی کی جارہی ہیں۔ کلکتہ کے اس سالانہ اجلاس میں تمام امور پر انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانان و باشندگان کلکتہ کے مخلصانہ جد وجہد اور کاوشوں کو قبول فرمائے، جوانہوں نے اس اجلاس کو کامیاب بنانے کے لئے کی ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو ہر اعتبار سے مفید و مؤثر اور کامیاب و نتیجہ خیز بنائے۔

حضرات محترم! اخیر میں چند ضروری باتوں کی طرف توجہ دلانا مناسب سمجھتا ہوں، اول یہ کہ کوئی بھی تحریک 'جہد مسلسل' کے ذریعہ ہی اپنے اہداف کو حاصل کرسکتی ہے، اگر ہم صرف اجلاس میں شریک ہوجائیں، کچھ مشورے دے دیں اور عملی طور پر بورڈ کے کاز کو آگے نہ بڑھائیں، تو کیسے بورڈ اپنے مقاصد کو حاصل کرسکتا ہے؟— شدید ضرورت ہے کہ بورڈ کے کاموں میں عملی طور پر حصہ لیا جائے اور مفوضہ کاموں کو ایک شرعی اور ملی فریضہ سمجھ کر انجام دیا جائے۔

بورڈ کا بنیادی کام قانونی طور پر شریعتِ اسلامی کا تحفظ ہے، اس کے لئے ایک طرف حکومت کے سامنے مؤثر طور پر مسلمانوں کا موقف رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے، دوسری طرف اگر عدالتوں میں کوئی ایسا مقدمہ آیا، جس میں مسلم پرسنل لا کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو، یا عدالت سے کوئی ایسا فیصلہ آیا، جو قانونِ شریعت کو متاثر کرتا ہو، تو بورڈ اس میں فریق بننے اور قانونی طور پر دفاع کرنے کی کوشش کرتا ہے؛ لیکن بورڈ کا دفتر دہلی میں ہے؛ اس لئے اس کی لیگل کمیٹی سپریم کورٹ یا دہلی ہائی کورٹ میں آنے والے مقدمات اور ہونے والے فیصلوں سے باخبر ہونے کی کوشش تو کرسکتی ہے؛ لیکن مختلف ریاستوں کی ذیلی عدالتوں اور ہائی کورٹوں کے فیصلوں پر نظر رکھنا دہلی کے دفتر کے لئے بہت دشوار ہے۔

اس لئے معزز ارکان اور مدعوین سے درخواست ہے کہ آپ اپنے اپنے مقام پر اس سلسلہ میں چوکنا رہیں اور جب بھی ایسا کوئی مقدمہ علم میں آئے تو اس کی تفصیلات حاصل کریں، مقامی مسلمان وکلاء کو متوجہ فرمائیں اور بورڈ کے دفتر کو اطلاع دیں؛ تاکہ اس سلسلہ میں مناسب قدم اُٹھایا جاسکے، یہ بورڈ کے ساتھ ایک اہم تعاون ہوگا اور یقیناً بڑے اجر وثواب کا باعث عمل ہوگا۔

ہماری اصل طاقت ملت کا اتحاد ہے، اگر ہم نے اپنے آپ کو انتشار سے محفوظ نہیں رکھا اور مشترک مقاصد کے لئے مل جل کر کام کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمارے لئے اس ملک میں ایک باعزت قوم کی حیثیت سے باقی رہنا مشکل ہوجائے گا، اس لئے موجودہ عالمی اور خاص کر ملکی حالات کے پس منظر میں اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ہر قیمت پر ملت کے اتحاد کو باقی رکھیں، اختلافی مسائل میں اعتدال کا راستہ اختیار کریں اور اپنی زبان وقلم کو اُمت کے درمیان تفریق وانتشار کا ذریعہ نہ بنائیں۔

اخیر میں میں اپنے رفقاء کار مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی (سکریٹریز) پروفیسر ریاض عمر صاحب (خازن)، مختلف ذیلی کمیٹیوں کے کنوینرس، دفتر کے کارکنان، اجلاس ہذا مجلس استقبالیہ کے صدر، جنرل سکریٹری، دوسرے عہدہ داران وارکان اور مخلص معاونین، نیز آپ تمام دوستوں اور خاص کر بورڈ کے بلند نگاہ اور زمانہ شناس صدر عالی قدر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب کا شکرگذار ہوں کہ آپ حضرات کے تعاون ہی سے یہ حقیر اس خدمت کو انجام دینے کی کوشش کررہا ہے، جو آپ نے محض اپنے حسن ظن کی بنا پر اس سے متعلق کی ہے، دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ بورڈ کے اس پچیسویں اجلاس عام کو کامیابی سے ہم کنار کرے اور تحفظ شریعت کا یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين .

محمد ولی رحمانی

جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

۱۴؍نومبر ۲۰۱۶ء

اعلامیہ

پچیسواں اجلاسِ عام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، کلکتہ

مؤرخہ ۲۰؍ نومبر ۲۰۱۶ء

ادارہ

نحمده و نصلي علی رسوله الکریم أما بعد!

۱۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسی امت بنایا ہے، جو اس کی اتاری ہوئی کتاب کی حامل ہے اور جس کو خیر امت کا لقب دیا گیا ہے؛ اس لئے شریعت الٰہی کی مکمل اطاعت اور اس کی حفاظت ہمارا بنیادی فریضہ ہے، ہمیں شریعت جان و مال، عزت و آبرو اور اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے، اگر ہمارا دل اس جذبہ سے خالی ہو تو ہمارا ایمان نامکمل ہے، مسلمانوں کو جیسے اپنی نماز، اپنی مسجدیں اور عبادت کے طور طریقے عزیز ہیں، اسی طرح جو بات بھی اللہ کی کتاب اور پیغمبر اسلام کی سنت سے ثابت ہو، وہ اسے عزیز ہے، اس لئے موجودہ حالات میں ملت اسلامیہ اور بالخصوص خواتین امت کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ شریعت الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوازا ہے، ہمیں ہرگز بہکانے والوں کے بہکاوے اور غلط فہمی پیدا کرنے والوں کے پروپیگنڈوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔

ہمارا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ نے ہمیں جس دین سے نوازا ہے، اس سے نہ صرف ہماری آخرت کی کامیابی متعلق ہے؛ بلکہ اسی میں ہماری دنیا کی فلاح و کامرانی بھی رکھی گئی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلامی شریعت پوری طرح انسانی ضرورتوں سے ہم آہنگ ہے، ایک مضبوط اور مستحکم خاندانی نظام فراہم کرتی ہے جو کمزوروں کی رعایت، شرم و حیا، عفت و پاکدامنی کی بلند اقدار اور ایثار و انصاف پر مبنی ہے، اس نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں، ان کی صنفی خصوصیات کا پورا تحفظ کیا ہے اور انہیں کسب معاش کی ذمہ داریوں سے فارغ رکھا ہے، مشرق سے لے کر مغرب تک کسی قانون میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس کے برعکس مغربی تہذیب نے انہیں سامانِ تجارت اور آزادی کے نام پر سماج کے ظالم مردوں کی ہوس کا غلام بنا دیا ہے، اس لئے خواتین اسلام کو صاف طور پر کہنا چاہئے کہ ہم اللہ کی شریعت پر مطمئن ہیں، خدا کا قانون ہمارے لئے سایہ رحمت ہے اور ہمیں اس کے مقابلہ میں کسی اور قانون کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۔ قانون شریعت کی حفاظت کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہم خود شریعت پر عمل پیرا ہوں، ہماری زندگی اللہ کے حکم کے مطابق بسر ہو، ہم ایک دوسرے کے حقوق کو پہچانیں اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں، اگرچہ مسلمانوں میں طلاق کے واقعات بمقابلہ دوسری قوموں کے کم ہیں۔ لیکن جو کچھ واقعات پیش آرہے ہیں، وہ بھی نہ صرف شریعت کی خلاف ورزی پر مبنی ہیں، بلکہ اس طرح دوسروں کو ہمارے دین اور ہماری شریعت پر زبان کھولنے کا موقع ملتا ہے، ان ہی مسائل میں تین طلاق کا مسئلہ ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینا گناہ ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قرآن مجید سے کھلواڑ قرار دیا ہے؛ اس لئے ہر فرد امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے واقعات کو روکنے کی بھرپور کوشش کرے اور سماج میں شعور پیدا کرے؛ تاکہ طلاق کے بے جا استعمال کا سدباب ہو، شریعت نے بیٹوں کے ساتھ بیٹیوں کو بھی ترکہ کا حقدار قرار دیا ہے، دنیا کی معلوم تاریخ میں اسلام پہلا مذہب ہے، جس میں عورتوں کو حق

وراثت عطا کیا گیا ہے؛ لیکن افسوس کہ ملک کے اکثریتی سماج سے متاثر ہوکر بہت سے مسلمان بھی اس حق کی ادائیگی میں غفلت سے کام لیتے ہیں، یاد رکھنا چاہئے کہ یہ گناہ، حق تلفی اور ظلم ہے۔

۳۔ کومن سول کوڈ مسلمانوں کے لئے قطعاً ناقابل قبول ہے، مسلمانوں نے اس ملک کے لئے جو قربانیاں دی ہیں، وہ صرف اس لئے نہیں کہ اس ملک میں رہنے کے لئے چند گز زمین حاصل ہوجائے اور ان کے خورد ونوش کا انتظام ہوجائے، بلکہ انہوں نے اپنے دینی تشخص اور تہذیبی شناخت کے ساتھ اس ملک میں جینے اور مرنے کا فیصلہ کیا ہے، یہ نہ صرف مسلمانوں کا مطالبہ ہے؛ بلکہ یہ ملک میں بسنے والی دوسری اقلیتوں اور آدی واسیوں کا بھی مطالبہ ہے، ہندوستان جیسے کثیر مذہبی اور کثیر تہذیبی ملک میں یکساں خاندانی قوانین قابل عمل نہیں ہیں، اگر بداندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت نے ایسا کوئی قانون مسلط کرنے کی کوشش کی تو مختلف طبقات میں محرومی کا احساس پیدا ہوگا، حب الوطنی کے جذبات کو ٹھیس پہنچے گی اور یہ ملک کے امن وامان کے لئے خطرناک ہوگا، اس لئے نہ صرف مسلمان ہونے کی حیثیت سے؛ بلکہ ایک محبّ وطن شہری ہونے کے اعتبار سے بھی ہم اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ تمام مذہبی اور تہذیبی اکائیوں کو دستور ہند کے مطابق اپنے تشخصات کے ساتھ رہنے کے حق سے محروم کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور ان پر زبردستی کوئی قانون مسلط نہیں کیا جائے۔

۴۔ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ مسلم پرسنل لا بورڈ کے موقف کے خلاف سپریم کورٹ میں حکومت ہند کی طرف سے داخل کئے جانے والے حلف نامہ اور لا کمیشن کی طرف سے کومن سول کوڈ کے بارے میں جاری کئے جانے والے سوال نامہ کے پس منظر میں مسلمانوں نے زبردست اتحاد، ہم آہنگی اور اشتراک عمل کا ثبوت دیا ہے، اور مسلک و مشرب اور تنظیمی و جماعتی وابستگی سے بالاتر ہوکر پوری ملت سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن چکی ہے، فرقہ پرست طاقتوں نے خاص طور پر مسلم پرسنل لا کے تحت آنے والے ایک ایسے مسئلہ کو اٹھایا ہے کہ جس کا مقصد مسلکی اختلاف کو ہوا دینا اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا تھا، لیکن مسلمانوں کی مذہبی اور ملی قیادت لائق تحسین ہے کہ اس نے دشمنان اسلام کے اس خواب کو چکنا چور کردیا، لہٰذا پوری ملت کا فریضہ ہے کہ وہ اتحاد واتفاق کی اس فضاء کو قائم رکھے اور ہرگز کسی ایسی سازش کا شکار نہ ہو جو ہماری صفوں میں بکھراؤ پیدا کردے۔

۵۔ مسلم پرسنل لا بورڈ کی یہ لڑائی اکثریتی فرقہ یا کسی خاص مذہب پر یقین رکھنے والوں کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ ان مٹھی بھر فرقہ پرستوں اور فاشسٹ طاقتوں کے خلاف ہے، جو ملک کی گنگا جمنی تہذیب کو برباد کرنے اور اس کی جمہوری قدروں کو پامال کرنے پر تلی ہوئی ہے، اور اِس لئے جو لوگ اس ملک سے محبت رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وطن عزیز امن وآشتی کا گہوارہ ہو اور کثرت میں وحدت کے اصول پر کاربند رہے، بورڈ ان تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دستور میں دی گئی ضمانت کے مطابق مذہبی آزادی کے حق کے تحفظ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ساتھ دیں۔

۶۔ ملک اس وقت جس صورت حال سے گزر رہا ہے، اس میں ہوسکتا ہے کہ بورڈ کو اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے قانون وآئین کے دائرہ میں رہتے ہوئے بعض فیصلے کرنے پڑیں، تو جیسے اس وقت دستخطی مہم میں تمام مسلمانان ہند نے بورڈ کی آواز پر لبیک کہا ہے، امید ہے کہ آپ مستقبل میں بھی اسی طرح بورڈ کے فیصلوں پر عمل کرنے میں اتحاد اور یک جہتی کا ثبوت دیں گے اور اس بات کا بھی خیال رکھیں گے کہ آپ کے لئے جو حدیں مقرر کی جائیں، ان کے دائرہ میں رہتے ہوئے ہی اپنے جذبات کا اظہار کیا جائے اور اشتعال سے بچتے ہوئے جمہوری طریقہ پر اپنے نقطۂ نظر کو واضح کیا جائے۔

تجاویز

پچیسواں اجلاسِ عام آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، کلکتہ، مؤرخہ ۲۰ رنومبر ۲۰۱۶ء

ادارہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے پچیسویں اجلاس کلکتہ منعقدہ ۱۸ر تا ۲۰ رنومبر ۲۰۱۶ء میں تفصیلی مذاکرہ اور غور وفکر کے بعد درج ذیل تجویزیں منظور کی گئیں:

متعلق حکومت:

۱۔ بورڈ کا یہ اجلاس حکومت ہند پر واضح کرتا ہے کہ شریعت اپلی کیشن ایکٹ ۱۹۳۷ء، قانون انفساخ نکاح مسلم ۱۹۳۹ء، کچی میمن ایکٹ ۱۹۳۸ء اور وقف ایکٹ ۲۰۱۳ء کے مطابق مسلمانوں پر اور مسلم اوقاف پر قانون شریعت کا اطلاق ضروری ہے، پھر دستور کی دفعہ ۲۵، ۲۶ اور ۲۹ ملک کے ہر باشندہ، ہر مذہبی اور ثقافتی گروہ کو اپنے مذہبی اور تہذیبی تشخصات کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق دیتا ہے، اس لئے مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا بنیادی حق ہے، جس کو معزز عدالتیں بھی تسلیم کرتی رہی ہیں، اس لئے مسلمان ہرگز مسلم پرسنل لا میں کسی تبدیلی کو قبول نہیں کر سکتے، اور حکومت کی ایسی کوئی بھی کوشش دستور کو پامال کرنے کے مترادف ہوگی۔

۲۔ ہندوستان جیسے کثیر مذہبی اور کثیر تہذیبی ملک میں کامن سول کوڈ قطعاً قابل نفاذ نہیں ہے، یہ نہ صرف مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہے؛ بلکہ تمام اقلیتیں اور مختلف قبائلی گروہ بھی اسے قبول نہیں کر سکتے، خود حکومت ہند نے ملک کے خلاف ہتھیار اٹھانے والے بعض گروہوں کو اسی معاہدہ کے تحت قومی دھارے میں شامل کیا ہے کہ ان کے روایتی قوانین کو چھیڑا نہیں جائے گا اور وہ پارلیمنٹ سے بھی بالاتر سمجھے جائیں گے، اس لئے کامن سول کوڈ نہ صرف مذہبی اور ثقافتی اقلیتوں کے ساتھ زیادتی ہے؛ بلکہ ملک کے مفاد کے بھی خلاف ہے۔ لہٰذا حکومت کو ایسی کسی بھی کوشش سے باز رہنا چاہئے۔

۳۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لئے ایسی سنجیدہ کوشش کرے، جس سے کسی گروہ کا تشخص متأثر نہ ہوتا ہو، جیسے عدالت کے ذریعہ فسخ نکاح کی طویل العمل اور گراں خرچ کارروائی کو آسان و کم خرچ بنائے اور ایک مقررہ مدت کے اندر حصول انصاف کا راستہ ہموار کرے، اسی طرح بعض ریاستوں میں زرعی اراضی میں عورتوں کو حصہ نہیں دیا جاتا؛ حالانکہ شریعت اسلامی نے انہیں حصہ عطا کیا ہے، وہاں ان کو قانون شریعت کے مطابق حصہ دلانے کے لئے قانون سازی کی جائے، نیز بیوہ اور مطلقہ عورتوں کے نکاح ثانی کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس مد میں خصوصی تعاون کیا جائے، کیونکہ ایسی خواتین کے مسائل کا اصل حل یہی ہے، اس سے ان کی کفالت بھی ہوگی اور انہیں خاندانی تحفظ بھی مہیا ہوگا۔

۴۔ وقف بورڈ کو پابند کیا جائے کہ وہ وقف کی آمدنی سے مطلقہ ضرورتمند خواتین کا نفقہ ادا کرے اور اگر وقف کی آمدنی اس کے لئے کافی نہ ہو تو چونکہ وقف کی بہت ہی قیمتی املاک حکومت کے زیر تصرف ہیں، اس لئے حکومت یا وزارت اقلیتی بہبود اس کمی کو پوری کرے۔

ملت اسلامیہ سے متعلق:

۵۔ بورڈ کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنی خاندانی زندگی کو شریعت اسلامی کا عملی نمونہ بنائیں، بے جا طلاق اور یکبارگی تین طلاق کے واقعات کا سدباب کریں، بیٹیوں اور دوسری خواتین کو شریعت کے مقررہ اصول کے مطابق ترکہ میں حق دیں، نکاح کو آسان اور سادہ بنائیں اور عورتوں کے ساتھ اسلام نے جس حسن سلوک کا حکم دیا ہے،

اس کی پوری پوری رعایت کریں۔

۶۔ بیٹا یا بیٹی کا ہونا اللہ کی طرف سے ہے اور بیٹیاں بھی اللہ کی رحمت ہیں، بدقسمتی سے ہمارے ملک میں ماں کی کوکھ میں بیٹیوں کے قتل کی غیرانسانی حرکتیں کی جارہی ہیں، مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے کہ اس صورت حال کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور جیسے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کی زندگیوں کو بچایا تھا، آج ٹکنالوجی کی مدد سے جو دختر کشی کی جارہی ہے، وہ اپنے پیغمبر کی سنت پر چلتے ہوئے اس کو روکنے کی بھرپور کوشش کریں۔

۷۔ یہ اجلاس اصلاح معاشرہ کے اہم کام کے لئے علماء، دینی مدارس، دینی جماعتوں، تنظیموں اور تعلیم یافتہ خواتین سے خاص طور پر اپیل کرتا ہے کہ وہ اصلاح معاشرہ کی کوششوں میں اپنا مؤثر کردار ادا کریں اور اس کو خصوصی اہمیت دیں۔

۸۔ مذہبی اور سماجی اداروں کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ ازدواجی نزاعات کے حل کے لئے کونسلنگ سینٹر قائم کریں، ان سے زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات اور طلاق کے واقعات کو روکنے میں مدد ملے گی۔

۹۔ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے باہمی تنازعات کو دارالقضاء میں پیش کریں، تاکہ انہیں کم وقت میں آسان، سستا اور قانون شریعت کے مطابق انصاف حاصل ہوسکے۔

۱۰۔ تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ مسلکی اور جماعتی اختلافات سے اوپر اٹھ کر تحفظ شریعت کے لئے ہمیشہ اتحاد و یک جہتی کا ثبوت دیتے رہیں، اختلاف پیدا کرنے والی سازشوں سے چوکنا رہیں اور ہمیشہ مسلم پرسنل لا بورڈ کی آواز پر لبیک کہیں، کہ یہی اتحاد ہماری اصل طاقت ہے۔

ریسرچ اینڈ ڈاکومینٹیشن سنٹر:

۱۱۔ مسلم پرسنل لا میں بالواسطہ یا بلاواسطہ مداخلت پر نظر رکھنے اور اس کا تدارک کرنے کے لئے ریسرچ اینڈ ڈاکومینٹیشن سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے، جو مخالف شریعت قانون سازیوں، گشتی احکام اور ملک کے مختلف ہائی کورٹوں اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو جمع کرنے اور ان کا تجزیہ کرنے کی خدمت انجام دے گا، نیز مسلم پرسنل لا سے متعلق اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین پر بھی نظر رکھے گا، اس شعبہ کے انتظامی امور ان ہی خطوط پر انجام دئے جائیں گے، جو اجلاس میں مجلس عاملہ امروہہ منعقدہ ۹/دسمبر ۲۰۱۵ء میں طے پائے تھے۔

۱۲۔ ویمنس ونگ:

الف: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے 25ویں اجلاس منعقدہ 20-18 نومبر 2016 کولکاتا میں 75 سے زائد خاتون ڈیلیگیڈس اور 50 اراکین بورڈ نے شرکت کی، خواتین کی نمائندگی نئی دہلی، اترپردیش، راجستھان، مدھیہ پردیش، مہاراشٹر، کیرلا، تاملناڈو، کرناٹک، ویسٹ بنگال اور تلنگانہ سے ہوئی۔ خواتین نے بورڈ کی کارروائی میں بھرپور حصہ لیا اور مناسب مشورے دیئے۔

ب: آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے تاریخی فیصلہ کرتے ہوئے خواتین کی نمائندگی میں اضافہ کیا اور خواتین کا ایک منظّم شعبہ ''ویمنس ونگ'' کے قیام کا فیصلہ کیا، اور ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ کو ''ویمنس ونگ'' کا ذمہ دار بنایا گیا۔

تحفظ شریعت اور اصلاح معاشرہ کی سرگرمیوں کو ملک کے طول و عرض میں خواتین میں اس ونگ کے ذریعہ وسعت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

ج: مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحت ایک آل انڈیا مسلم ویمن ہیلپ لائن کل ہند کال سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جسکے ذریعہ ایسی خواتین جو سماجی، عائلی اور ازدواجی مسائل سے پریشان ہوں ان کی مناسب کونسلنگ کی جائے اور ایسی خواتین جو مقامی دینی جماعتوں اور دارالقضاء سے ناواقف ہوں تو انکی مناسب رہبری کی جائے۔

آل انڈیا مسلم ویمن ہیلپ لائن کل ہند کال سنٹر کا ٹول فری نمبر 1800-102-8426 یکم دسمبر سے کام کریگا۔ جسمیں ابتداء میں اردو، انگلش، تلگو، ملیالم، تمل اور بنگالی، کنڑ زبانوں کے لوگ قابل اور تجربہ کار خاتون کونسلرس سے رجوع ہوسکتے ہیں۔

انتظامی امور:

۱۳۔ بورڈ کوشش کرے گا کہ ریاستوں میں چند وکلاء اور علماء پر مشتمل ایسی کمیٹی بنادے، جو لوور کورٹ اور ہائی کورٹ میں مسلم پرسنل لا کے خلاف ہونے والے فیصلوں پر نظر رکھے اور مرکزی لیگل کمیٹی کے زیرنگرانی مقامی عدالتوں سے رجوع ہو کہ مناسب کارروئی کرے۔

۱۴۔ جن علاقوں میں ابھی تک دارالقضاء قائم نہیں ہوا ہے، وہاں حتی الامکان جلد دارالقضاء قائم کیا جائے۔

۱۵۔ ملک کو مختلف زون میں تقسیم کرکے ہر حلقہ میں علماء کے لئے تفہیم شریعت ورکشاپ رکھا جائے اور کوشش کی جائے کہ ۲۰۱۷ء تک پورے ملک کا احاطہ ہوجائے، تاکہ ہر علاقہ کے علماء اپنے طور پر تفہیم شریعت کے کام کو انجام دیں۔

۱۶۔ موجودہ حالات کے پس منظر میں خواتین کے لئے خاص طور پر تربیتی ورکشاپ رکھے جائیں اور ان کو اسلام کی مؤثر ترجمانی کے لئے تیار کیا جائے۔

۱۷۔ تفہیم شریعت کے پروگراموں کے علاوہ ماہانہ تفہیم شریعت کی کلاس بھی رکھی جائے اور دہلی سے اس کا آغاز کیا جائے۔

۱۸۔ مسلم پرسنل لا کے تعارف، اہمیت اور تفہیم شریعت میں آنے والے مسائل سے متعلق علاقائی زبانوں میں لٹریچر شائع کیا جائے اور خاص طور پر یکساں سول کوڈ اور اس کے مضمرات پر ایک مفصل رسالہ مرتب کیا جائے۔

۱۹۔ میڈیا پر مسلم پرسنل لا سے متعلق مسائل کو مؤثر طور پر پیش کرنے پر خصوصی توجہ دی جائے، اس کے لئے علماء، قانونی ماہرین اور ذرائع ابلاغ کا تجربہ رکھنے والی شخصیتوں کا خصوصی ورکشاپ رکھا جائے، اور ایک میڈیا سیل بنانے کی کوشش کی جائے۔

تجویز تعزیت:

۲۰۔ جون ۲۰۱۵ء تا نومبر ۲۰۱۶ء کے درمیان بورڈ کے متعدد ذمہ داران اور معزز ارکان اس دنیا سے رخصت ہوگئے، جن کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں:

مولانا احمد علی قاسمی صاحب دہلی، مولانا سید نظام الدین صاحب پٹنہ، ڈاکٹر سید عبدالحلیم سلفی صاحب دربھنگہ، مولانا عبدالسلام رحمانی صاحب بلرام پور، مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب فیض آباد، جناب محمد عبد الرحیم قریشی صاحب حیدرآباد، جناب عبدالستار یوسف شیخ صاحب تھانے، قاضی عبدالوحید خان صاحب اورنگ آباد، مولانا محمد ریاض الدین فاروقی ندوی صاحب اورنگ آباد، مولانا قاری محمد قاسم انصاری صاحب چنئی، حاجی منصور احمد صاحب کلکتہ، جناب ہارون بھائی موزہ والا صاحب ممبئی، جناب احمد عصمت اللہ ایڈوکیٹ صاحب حیدرآباد، مولانا قدیر احمد شاہ اداء الآمری صاحب بنگلور، مولانا محمد ولی اللہ رشادی صاحب ویلور، مفتی شمس الدین آفریدی صاحب بھوپال، قاضی محمد جسیم الدین رحمانی صاحب بہار، محترمہ ڈاکٹر صفیہ نسیم صاحبہ لکھنؤ اور ڈاکٹر انجمن آرا انجم صاحبہ۔

یہ تمام حضرات تحفظ شریعت کے اس کارواں کا حصہ تھے، اور انہوں نے اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق بورڈ کی بہترین مخلصانہ خدمت انجام دی ہیں اور ان کی خدمات کو بورڈ کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یقیناً ان کی وفات بورڈ کے لئے ایک بڑا خسارہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول کرے، درجات کو بلند فرمائے اور بورڈ کو ان کا نعم البدل عطاء کرے۔

تجویز شکریہ:

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا یہ اجلاس مجلس استقبالیہ کے صدر جناب سلطان احمد صاحب ایم پی، جنرل سکریٹری جناب جمیل منظر صاحب، ان کے رفقاء استقبالیہ کے تمام ارکان اور کلکتہ کے باحمیت مسلمانوں کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کرتا ہے، کہ انہوں نے نہایت خوشگوار طریقہ پر اس اہم اجلاس کی میزبانی کی، کلکتہ کی مثالی ضیافت کا مظاہرہ کیا اور شرکاء اجلاس کو ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور اس اہم ملی کام میں تعاون کرنے والے تمام حضرات کو شایان شان اجر عطاء فرمائے۔

۞۞۞

میراث کی تقسیم اور عورتوں کی حق تلفی

مفتی سہیل احمد رحمانی قاسمی (امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ)

اسلام جو دین رحمت اور اللہ رب العزت کا پسندیدہ دین ہے، اور انسانی فطرت کے عین مطابق اور انسانی زندگی کی حقیقتوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے اور یہ حقیقت اس وقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے، جب ہم اسلام کے نظام میراث کا موازنہ دنیا کے کسی بھی نظام سے کرتے ہیں۔

اسلام کا نظام میراث خاندان کی باہمی کفالت کا پوری طرح لحاظ کرتا ہے۔ اسلام ترکہ کی تقسیم میں اس ذمہ داری کا پورا پورا خیال رکھتا ہے، جو مختلف افراد پر رشتہ داری وقرابت اور باہمی کفالت کی وجہ سے آتی ہے، اگر فرق ہے تو صرف اس لحاظ سے کہ خاندان اور اجتماعی کفالت کی ذمہ داریاں کس پر کتنی ہیں۔

اسلام کا یہ نظام اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ پوری انسانیت اور انسانی سماج ایک جان سے وجود میں آئی ہے، اس لئے وہ کسی بچے، بوڑھے، بچیاں اور عورتوں کو اس بنیاد پر میراث سے محروم نہیں کرتا کہ وہ عورت اور بچہ ہے، کمزور اور بچیاں ہیں۔

اسلام کا نظام وراثت تقسیم دولت کا ضامن ہے جو اس بات کی گنجائش نہیں رکھتا ہے کہ چند افراد ہی کے ہاتھوں میں دولت وسرمایہ جمع رہے، جس طرح زمانہ جاہلیت اور اسلام کے قبل ہوتا رہا جو میراث کا حقدار صرف ان لوگوں کو قرار دیتے تھے، جو دشمن کا مقابلہ کرسکتا ہے، مال غنیمت جمع کرسکتا ہے۔

اسلام کا نظام میراث ہر لحاظ سے جماعت کی اقتصادی تنظیم کی تجدید نو اور اسے اعتدال کی طرف لانے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے، جس سے دولت وسرمایہ کی تقسیم تسلسل کے ساتھ اس طرح تکمیل پاتی ہے کہ ہر انسان اس پر راضی ہو جاتا ہے۔

یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ اسلام سے قبل جسے زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے، لوگ عورتوں، لڑکیوں، اور چھوٹے لڑکوں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے، ان کا اصول اور دستور یہ تھا کہ وراثت کا حقدار وہی ہے جو جوان وتندرست ہو، جو دشمن سے مقابلہ کرسکتا ہو، جو زیادہ سے زیادہ مال غنیمت جمع کرسکتا ہو، جو جنگ میں حصہ لے سکتا ہو، جیسا کہ ایک موقع پر بعض لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، اے اللہ کے رسول لڑکی کو اس کے باپ کا آدھا ترکہ دیا جا رہا ہے، جبکہ وہ گھوڑے پر سوار نہیں ہوتی، دشمن سے جنگ نہیں کرتی اور بچے کو بھی ترکہ دیا جا رہا ہے جبکہ وہ کسی کام کا نہیں۔ اللہ رب العزت نے ان کے غلط خیالات اور دستور جاہلیت کو ختم کر کے خاندان کے افراد کے مابین کفالت کا اور انسانوں کے مابین عمومی کفالت کے پیش نظر رشتہ داروں کے درمیان ان کے حقوق کے مطابق حقدار قرار دیا ہے بالکل منصفانہ ہے کہ اگر کوئی شخص ترکہ میں مال واسباب چھوڑے تو اس کے وارث اپنی قرابت اور ذمہ داریوں کے مطابق وارث وحقدار ہوں گے۔

یہ منظر کتنا دلخراش اور کس قدر تکلیف دہ اور دل کو تڑپانے والا ہے کہ ایک صاحب دولت وثروت کی جاں کنی کا عالم ہے موت کا بھیانک اور خوفناک منظر ہے وہ حالت کرب واضطراب میں بے چین وپریشان ہے اور اپنے پیچھے کمزور و بے سہارا بچیاں، چھوٹے، چھوٹے بچے اور غم زدہ بیوی کو چھوڑ رہا ہے، ان پر کوئی ترس کھانے والا، انہیں سہارا دینے والا کوئی نہیں ہے، جبکہ اس کا مال دوسروں کے قبضہ میں جانے والا ہے، اس وقت اس کی کیفیت کیا ہوگی وہ نہیں جانتا کل ان کی اولاد کن لوگوں کے حوالہ ہوگی، اور انہیں کیسے کیسے دشوار گذار مرحلوں سے گذرنا ہوگا۔

اسلام نے اس ظالمانہ نظام کو ختم کر کے، تقسیم ترکہ کا ایک ایسا عادلانہ نظام اور اتنا واضح قانون وراثت دنیا کے سامنے پیش کیا جس کی نظیر

کسی بھی مذہب میں نہیں مل سکتی، دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، اور عقل انسانی حیران ہے، اور کہنے پر مجبور ہے کہ بلاشبہ قانون وراثت بنانے والی وہ ذات ہے جو کائنات کا خالق، وحدہ لاشریک ہے، جس کے سامنے کائنات کا ذرہ، ذرہ روشن ہے جو دلوں کے مخفی راز اور بھیدوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔

خالق کائنات نے قرآن مقدس میں ورثاء کے حالات کے مطابق حقوق بیان کرکے، ہر ہر وارث کا حق وحصہ مقرر کرکے فریضۃ من اللہ کہا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں انہیں اسباب وعلاقوں کی بنیاد پر جائداد تقسیم ہوتی رہی جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے، جیسا کہ جصاص کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے کچھ دنوں تک لوگوں کو سابقہ حالت پر چھوڑے رکھا، پھر رفتہ رفتہ طریقہ جاہلیت کو منسوخ کردیا۔ (احکام القرآن للجصاص ۷۴،۷۵ جلد دوم)

اور جب آیت میراث کا نزول ہوا، میراث کے اصول وضوابط اور ورثاء کے حقوق بیان کردیئے گئے تو مسلمانوں کے درمیان قرآنی ضابطہ وراثت کے مطابق وراثت تقسیم ہونے لگی۔

جس کی ابتداء دو دردناک واقعہ سے ہوئی۔ ایک حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انکی بیوی کا بچیوں کا دربار رسالت میں فریاد کا ہوش ربا منظر جس کو روح المعانی نے بیان کیا ہے۔ دوسرا حضرت سعد بن ربیع کا جو غزوہ احد میں شہید ہوگئے تھے۔ تفصیل اس طرح ہے

حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، انہوں نے پسماندگان میں ایک بیوی اور تین بچیوں کو چھوڑا۔

حضرت اوس نے اپنے مال واسباب کا جن دو آدمیوں کو ذمہ دار اور وصی بنایا تھا انہوں نے زمانہ جاہلیت کے مطابق اوسؓ کا کل مال واسباب ان کے چچازاد بھائی یا بعض روایات کے مطابق ان کے دو حقیقی بھائی، خالد اور عرفطہ کو دیدیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اوسؓ کی بیوہ اور معصوم بچیاں روتی رہ گئیں مگر انہیں کچھ نہیں ملا، وہ پریشان حال رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اندوہناک معاملہ کو انتہائی درد وکرب کے ساتھ بیان کرتے ہوئے عرض کیا اب ہمارا اور ہماری بچیوں کا کیا حال ہوگا، یہ حال زار سن کر محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا افسوس ہوا فوری طور پر کوئی فیصلہ کرنے کے بجائے آپؐ نے اوسؓ کی زوجہ کو تسلی دیکر فرمایا، فی الحال گھر جاؤ اور اس معاملہ میں اللہ کے فیصلہ کا انتظار کرو، چنانچہ آپ احکم الحاکمین کے فیصلہ کے انتظار میں تھے، کہ قرآن مقدس کی یہ آیت نازل ہوئی۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون الخ

مردوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں اور عورتوں کے لئے بھی حصہ ہے اس چیز میں سے جس کو ماں باپ اور بہت نزدیک کے قرابت دار چھوڑ جائیں خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ۔

اس آیت کے نزول سے یہ معلوم ہوگیا کہ میراث کے معاملہ میں عورتوں، بچیوں کے ساتھ جو ناانصافی ہورہی تھی اب وہ ختم ہوگئی اور میراث میں صرف مردوں کا ہی حق نہیں ہے، بلکہ عورتوں کا بھی حق ہے، لیکن یہ وضاحت نہیں کی گئی تھی کہ ترکہ میں مردوں کا کیا حصہ ہے اور عورتوں کو کتنا ملے گا۔

اس حکم الٰہی کے بعد آپ نے اوسؓ کے کارپردازوں کے پاس خبر بھجوادی کہ اللہ تعالیٰ نے میراث میں عورتوں کو بھی حقدار بنایا ہے لیکن مقرر نہیں فرمایا ہے، اس لئے تم اس کے مال کو حفاظت سے رکھنا عنقریب ہی کوئی ایسا حکم نازل ہونے والا ہے جس میں حصوں کا تعین کیا جائے گا۔ (روح المعانی ۳۲۹ جلد سوم)

چنانچہ اس واقعہ کو زیادہ دن نہیں گذرا تھا کہ دوسرا واقعہ پیش آیا قبیلہ خزرج کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت سعد ابن ربیع احد کی مشہور لڑائی میں شہید ہوگئے ان کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے زمانہ جاہلیت کے رائج دستور کے مطابق حضرت سعد کے کل مال پر قبضہ کرلیا زوجہ اور دونوں بچیوں کو محروم کردیا گیا۔

حضرت سعد کی زوجہ بھی دربار رسالت میں حاضر ہوکر اس ناانصافی اور ظلم کے خلاف فریاد کی اور نہایت ہی درد بھرے انداز میں عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے بھائی نے تمام مال ودولت لے لیا ہے اور انکے

لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے، اگر ان کے پاس مال نہ ہوتو کوئی ان سے نکاح کرنے کو بھی تیار نہیں ہوگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی فرمایا صبر کرو، اللہ رب العزت ان لڑکیوں کے معاملہ میں قطعی فیصلہ فرمانے والا ہے چنانچہ اس کے کچھ ہی دنوں کے بعد آیت میراث کا نزول ہوئی۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۶۴)

یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین.

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ ایک لڑکے کا حصہ دولڑکیوں کے حصے کے برابر ہے۔

اس آخری فیصلہ کے بعد تمام ورثاء کے حصوں کا تعین ہوگیا تو آپ نے سعد بن ربیع کے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ حکم الٰہی کے پیش نظر اپنے بھائی کے ترکہ میں سے دوتہائی لڑکیوں کو اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کو دیدو۔ اس کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ تم لے لو۔ (روح المعانی سورۃ نساء جلد سوم ۳۴۶)

اسلام نے ایک عورت کے لئے ماں بیٹی، بہن اور بیوی وغیرہ کی حیثیت سے ترکہ میں بطور وراثت اس کا حصہ مقرر کیا۔ چنانچہ مستشرقین نے بھی اسلام کے اس ضابطہ وراثت کی خوبیوں کو بیان کیا ہے۔ مشہور فرانسیسی مورخ ڈاکٹر لیبان اپنی مشہور تصنیف ''تمدن عرب'' میں لکھتے ہیں۔

مجھے اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے عورتوں کو وراثت کا حق دیا، اسلام سے پہلے کسی مذہب اور کسی قانون نے یہ رعایت نہیں کی تھی اور نہ اس کے بعد یہ حق دیا گیا۔

مسٹر آرتھر کلیمن اپنی تصنیف ہسٹری آف دی اسلام میں لکھتے ہیں۔

میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اسلام ہی کو یہ عزت حاصل ہے کہ اس نے ترکہ اور میراث میں عورت کا حصہ ماں، باپ، بھائی اور شوہر سب کی میراث میں بیٹی، بہن، بیوی وغیرہ کی حیثیت سے مقرر کیا۔

قرآن نے جن لوگوں کے حصے مقرر کر دیئے ہیں انہیں اصحاب الفرائض کہا جاتا ہے جن کی تعداد بارہ (۱۲) ہے جن میں چار مرد اور آٹھ خواتین ہیں۔

چنانچہ مختلف حالتوں میں اسلام نے عورتوں کیلئے جو حصے مقرر کئے ہیں اس کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے۔

بیوی کا حصہ

- شوہر کی جائداد سے بیوی کو حصہ ملنے کی دو صورتیں ہیں اور وہ کبھی شوہر کی جائداد سے محروم نہیں ہوتی گرچہ شوہر کے انتقال کے بعد نکاح ثانی کرلے۔
- جب کوئی اولاد نہ ہو خواہ مذکر ہو یا مونث تو ایسی صورت میں بیوی کو ایک چوتھائی ملے گا۔
- اگر شوہر کو کوئی اولاد ہو خواہ بیٹا ہو یا بیٹی تو ایسی صورت میں بیوی کو شوہر کی جائداد سے آٹھواں حصہ ملے گا
- واضح رہے کہ بیوی ایک ہو یا کئی ہوں سب اسی میں شریک ہوں گی۔

بیٹی کا حصہ

- بیٹی کو والدین کی جائداد سے تین صورتوں میں تین طرح سے حصہ ملتا ہے۔
- اگر صرف ایک بیٹی ہے اور کوئی بیٹا نہیں ہے تو ایسی صورت میں بیٹی کو نصف یعنی کل جائداد کا آدھا ملے گا۔
- اگر لڑکیاں دو یا دو سے زائد ہوں تو ان لڑکیوں کو دوتہائی ملے گا۔
- اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو ایسی صورت میں ہر لڑکے کو دوہرا اور لڑکی کو اکہرا حصہ ملے گا۔

ماں کا حصہ

والدہ کو مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق حصہ ملتا ہے

- اگر میت کی اولاد موجود ہے تو اس کی والدہ کو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ملے گا، اسی طرح اگر میت کے دو بھائی بہن موجود ہیں تب بھی اس کی والدہ کو چھٹا حصہ ملے گا۔
- اگر میت کو مذکورہ بالا وارثوں میں کوئی بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی والدہ کو کل مال میں سے تہائی حصہ ملے گا، یعنی ایک تہائی اس وقت ملے گا جبکہ میت کو بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، پڑپوتی کوئی نہ ہو۔ دو یا دو سے زیادہ بھائی بہن کسی قسم کے نہ ہوں، میت کا شوہر اور باپ دونوں اکھٹے حیات سے نہ ہوں۔

- اگر میت کا شوہر اور باپ زندہ ہے یا زوجہ اور باپ زندہ ہے تو شوہر یا بیوی کا مقرر شدہ حصہ نکالنے کے بعد جو مال باقی رہے اس میں سے ایک تہائی والدہ کو ملے گا (قرآن سورہ نساء آیت ۱۱)

پوتی کا حصہ

- پوتی کو مندرجہ ذیل صورتوں میں حصہ ملتا ہے۔
- اگر میت کی صرف ایک پوتی ہے، بیٹا، بیٹی، پوتا، پڑپوتا کوئی نہ ہو تو ایسی صورت میں پوتی کو پورے مال کا نصف ملے گا۔
- اگر ایک سے زائد پوتیاں ہوں اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پڑپوتا نہ ہو تو ایسی صورت میں پوتیوں کو دو تہائی ملیگا۔
- اگر میت کو صرف ایک بیٹی ہو اور کوئی بیٹا، پوتا نہ ہو تو ایسی صورت میں پوتی کو چھٹا ملے گا۔ خواہ پوتی ایک ہو یا ایک سے زائد پوتیاں ہو۔
- اگر میت کو کوئی بیٹا نہ ہو صرف بیٹیاں ہوں اور پوتا بھی ہو تو اس صورت میں پوتی اپنے بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ ہو جائے گی اور بیٹیوں کا حصہ دینے کے بعد جو بچ جائے گا وہ پوتے اور پوتی کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ پوتی کو اکہرا اور پوتے کو دوہرا حصہ ملے گا۔
- اگر میت کی دو بیٹیاں ہوں یا کوئی بیٹا موجود ہو تو اس صورت میں پوتی شرعاً محروم ہوگی۔

حقیقی بہن کا حصہ

بہن کو حسب ذیل تفصیل کے مطابق حصہ ملتا ہے۔

- اگر میت کو بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، پڑپوتی، باپ، دادا اور حقیقی بھائی وغیرہ نہ ہو اور صرف ایک بہن ہو تو ایسی صورت میں اس کو میت کے کل ترکہ میں سے آدھا ملے گا۔
- اگر دو یا دو سے زائد بہنیں ہوں اور مذکورہ بالا وارثوں میں سے کوئی نہ ہو تو ایسی حالت میں بہنوں کو دو تہائی ملے گا۔ جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔
- اگر میت کی بیٹی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ موجود ہو تو اس صورت میں ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے وہ میت کی بہن کو مل جائے گا۔
- اگر میت کا حقیقی بھائی موجود ہو اور دیگر وارثین بھی ہوں تو ان لوگوں کو دینے کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ ان بھائی بہنوں کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر ایک بھائی کو دوہرا اور ہر ایک بہن کو اکہرا حصہ ملے۔
- اگر میت کا بیٹا، پوتا، باپ دادا میں سے کوئی موجود ہو تو اس وقت بہن شرعاً محروم ہوگی۔ اور اسے کچھ نہیں ملے گا۔

علاتی بہن کا حصہ

- حقیقی بہن نہ ہو تو علاتی یعنی باپ شریک بہن اس کے قائم مقام ہو جائے گی اور تقریباً اس کے وہی حالات ہیں جو حقیقی بہن کے ہیں، چند صورتوں میں کچھ فرق ہے جس کو واضح کیا جا رہا ہے۔
- اگر میت کی بیٹی، پوتی، کوئی موجود نہ ہو لیکن حقیقی بہن موجود ہو تو علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔
- اگر حقیقی بھائی موجود ہو تو علاتی بہن شرعاً محروم ہوگی۔ اسی طرح باپ دادا کی موجودگی میں محروم ہوگی۔
- اسی طرح حقیقی بہن، لڑکی اور پوتی کے ساتھ اگر عصبہ بن جائے تو علاتی بہن محروم ہوگی۔ اسی طرح لڑکے اور پوتے کی موجودگی میں علاتی بہن محروم ہوگی۔

اخیافی بہن

اخیافی یعنی ماں شریک بہن کو مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق حصہ ملتا ہے۔

- اگر میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، باپ، دادا وغیرہ کوئی نہ ہو اور اخیافی بہن صرف ایک ہے تو ایسی صورت میں اسے چھٹا حصہ ملے گا۔
- اگر میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، باپ، دادا کوئی موجود نہ ہو اور اخیافی بہنیں دو ہوں، یا ایک بہن اور ایک بھائی یا اس سے زیادہ ہوں تو ان تمام کو ایک تہائی ملے گا یہ سب باہم اس میں شریک ہوں گے، اور ان لوگوں کے درمیان بحصۂ برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ یہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے ضابطہ کا خیال نہیں کیا جائے گا۔ اگر میت کا کوئی بیٹا، پوتا، بیٹی پوتی، باپ، دادا وغیرہ زندہ ہو تو اس صورت میں اخیافی بہن محروم ہوگی۔

سماج میں عزت و وقار کی بلندی میں معاشی حیثیت کی مضبوطی کو بڑا دخل ہے اسلام کے سوا تمام قوانین نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت

کمزور کیا اور یہی معاشی بے بسی معاشرت میں عورت کی غلامی اور ذلت و رسوائی کا بڑا سبب رہی صدیوں کی مظلومی اور محکومی نے اور عالمگیر حقارت کے برتاؤ نے خود عورت کے ذہن ودماغ سے عزت نفس کا احساس مٹایا دیا تھا اور وہ خود بھی اس حقیقت کو بھول چکی تھی کہ دنیا میں وہ خود بھی کوئی حق لے کر پیدا ہوئی ہے یا اس کے لئے بھی عزت کا کوئی مقام ومنصب ہے، جس کو قرآن نے نہایت ہی بلیغ انداز میں بیان کیا ہے (سورہ نمل ۵۷۔۵۹)

اسلام نے عورتوں کو وراثت کا نہایت وسیع حق دیا ہے، باپ، اولاد سے اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے اس کو وراثت ملتی ہے شوہر سے مہر ملتا ہے جائز ذرائع سے جو مال اس کو حاصل ہوگا اس میں کسی کو مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے، اس کی وہ مالکہ ہے، اس کے باوجود اس کا نفقہ ہر حال میں شوہر پر ہے بیوی خواہ کتنی ہی مالدار ہو اس کا شوہر نفقہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا ہے صرف شوہر ہی نہیں بلکہ شوہر نہ ہونے کی صورت میں باپ بھائی بیٹے اور دوسرے اولیاء پر اس کی کفالت ضروری ہے۔ اس طرح اسلام نے ہر پہلو سے اس کی معاشی حیثیت کو جس طرح مستحکم کیا ہے اس کی نظیر دنیا کے کسی قدیم وجدید نظام معاشرت میں نہیں ملتی ہے۔

اسلام کا یہ عظیم ترین اور روشن کارنامہ ہے جو اس نے معاشرہ میں عورتوں کو جائز حقوق دلانے اور صحیح مقام متعین کرنے میں انجام دیا ہے جو آفتاب کی روشنی اور ماہتاب کی چاندنی سے زیادہ روشن ہے اسلام نے حال سے بیزار اور مستقبل سے مایوس خواتین کے اندر حوصلہ اور خود اعتمادی پیدا کر دی خواتین کو عزت وعظمت کے معراج پر پہونچایا جہاں وہ اپنا فطری مقام اور اپنے جملہ حقوق کو پا لیتی ہیں یہ سب محسن کائنات کی آمد، قرآن کے نزول کا ثمرہ اور خوشگوار نتیجہ اور قدرت کا نادر تحفہ ہے، جو صدیوں سے ایک نایاب اور فراموش شدہ حقیقت بن گئی تھی اسلام نے ملکیت ومیراث کا حق دیا لین دین اور خرید وفروخت کا حق دیا جو سب سے زیادہ منصفانہ ہے۔

اسلام کا قانون میراث اسلامی شریعت کا اہم ترین حصہ ہے جس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قانون میراث کا بڑا حصہ تفصیل ووضاحت کے ساتھ خود قرآن کریم میں مذکور ہے جس کو فریضۃ من اللہ کہا گیا ہے، بڑا جامع اور منصفانہ ہے وراثت کے معاملہ کو اسلام نے کسی کی صوابدید پر نہیں چھوڑا ہے خواہ صاحب مال ہو یا حاکم وقت۔ اگر ایسا ہوتا تو عدل وحکمت کے تقاضوں کو پورا کرنا بہت ہی مشکل اور دشوار ہوتا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے یہ حق اللہ نے مقرر کئے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

یہ اللہ رب العزت کا بندوں پر بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے میراث کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی اور صاحب مال کو اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا ورنہ صاحب مال سخت ترین دشواریوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتا اور ہر طرف سے غیر معمولی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا اور ہر رشتہ دار اپنے واجبی اور غیر واجبی حق کی حصول یابی کے لئے مختلف طرح کے حربے استعمال کر کے اپنے لئے زیادہ سے زیادہ مال وجائداد حاصل کر لیتا اور بعض حقداروں کو محروم کر دیتا جس کا مشاہدہ آج کے حالات میں ہو رہا ہے کہ طاقتور وارث اپنے نام زمین وجائداد کرالیتا ہے زمین جائداد پر قبضہ کر لیتا ہے اور دوسروں کو بالکل نظر انداز اور محروم کر دیتا ہے جو بہت ہی خطرناک ہے۔

اللہ رب العزت نے ہر ہر وارث کا حق اور اس کا حصہ تفصیل کے ساتھ متعین کرنے کے بعد اس کی اہمیت کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ یہ انسانی فیصلہ نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کا مقرر کردہ فیصلہ ہے جس کی خلاف ورزی کو سخت ترین جرم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ وراثت کی تقسیم کرتے وقت اللہ سے ڈرتے رہیں کسی کی حق تلفی نہ ہو (سورہ نساء آیت ۱) جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھرتے ہیں (سورہ نساء ۱۰) یتیموں کا مال جو ناحق اور ناجائز طریقوں پر کھایا جائے درحقیقت آگ ہے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ مرد کی خود غرضیوں اور نفس پرستیوں کی وجہ سے بلاشبہ عورتوں کی حق تلفی ہو رہی ہے حق وراثت سے وہ محروم بھی کی جاتی ہیں ان کا حق بھی دبا لیا جاتا ہے اللہ نے انھیں میراث میں حق دیا ہے اگر کوئی مرد انہیں حق نہیں دیتا تو وہ اللہ کے واضح حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

۞۞۞

طلاق اور اس کے بعد

مفتی فضیل الرحمٰن ہلال عثمانی (رکن عاملہ بورڈ)

(۱) طلاق اپنی اصل کے اعتبار سے ناپسندیدہ اور ضرورت کی وجہ سے مباح اور جائز ہے:

واما الطلاق فان الاصل فیہ الحظر بمعنی انہ محظور الالعارض یبیحہ و ھو مفتیٰ، قولھم الاصل فیہ الحظر والاباحۃ لحاجۃ الیٰ الخلاص فاذا کان بلا سبب اصلالم یکن فیہ حاجۃ الی الخلاص بل یکون حمقاً و سفاھۃ والیٰ ومجرد کفران النعمۃ ...... الخ (شامی جلد۳ صفحہ:۲۲۸)

اسلام میں طلاق کی حیثیت ایک دوا بلکہ آپریشن کی سی ہے کہ جب تک شدید تقاضا اور ضرورت نہ ہو تو اس وقت تک آپریشن نہیں کیا جاتا اور جب ضرورت ہو اور بیماری ہو اس وقت ہی دوا استعمال کی جاتی ہے اور دوا کا استعمال بھی ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح طلاق بھی ایک ناگزیر معاشرتی ضرورت ہے۔

اگر زوجین یہ محسوس کریں کہ وہ اس نکاح میں رہتے ہوئے اللہ کے حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے تو ناپسندیدہ عمل ہونے کے باوجود طلاق مباح اور جائز ہے اور معاشرتی مسئلہ کا ایک حل ہے۔ نکاح کا مقصد مؤدت و رحمت، اخلاق و پاکیزگی کی حفاظت اور نسل انسانی کی بقا اور افزائش ہے، نکاح اپنے مقصد میں ناکام ہو تو وہ ایسا جسم ہے جس میں روح نہ ہو۔ جسد بے روح کو دفن نہ کیا جائے تو سڑ جاتا ہے۔

اگر شوہر کو یقین ہو کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ خوشگوار زندگی نہیں گزار سکتا جس کو شریعت کی اصطلاح میں امساک بالمعروف کہتے ہیں مثلاً وہ حقوقِ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ ہو تو اس پر طلاق دینا واجب ہے۔ لیکن تکلیف پہنچانے کے لئے، انتقام کے لئے، ناجائز مطالبات پورے کروانے کے لئے اور بلا معقول سبب کے طلاق دینا حرام ہے۔ اور شریعت نے جو طریقہ طلاق دینے کا بتایا ہے اس کے خلاف طلاق دینا بدعت اور گناہ ہے۔

(۲) اصولی طور پر اس بات کو کہ طلاق دینا درست ہے یا نہیں ہم مندرجہ ذیل دائروں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔

ا۔ پہلا دائرہ یہ کہ زوجین کو اچھی طرح محسوس ہوجائے کہ وہ اس نکاح میں رہتے ہوئے اللہ کے حدود پر قائم نہیں رہ سکتے تو ان کے لئے علیٰحدگی میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ علیحدہ ہونا ہی ان کے لئے بہتر اور معاشرتی حل ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید ہے:۔ اِلَّا اَنْ یَّخَافَآ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ (سورہ بقرہ:۲۲۹)

درمختار میں ہے: الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس بہ ان یتفرقا۔ (درمختار جلد نمبر۳ صفحہ ۵۰)

شامی میں ہے: لان التفریق حینئذ مندوب بقرینۃ قولہ فلا بأس لٰکن سیأتی اول الطلاق انہ یستحب لومؤذبۃ او ر تارکۃ صلوٰۃ ویجب لوفات الامساک بالمعروف.

اس دائرہ میں یہ بات آسکتی ہے کہ بیوی کا کردار مشکوک ہو اور اس کے لئے مضبوط قرائن موجود ہوں یا بیوی محرمات سے بچنے کے سلسلہ میں شوہر کی اطاعت نہ کرتی ہو اور سمجھانے کے باوجود اپنا رویہ بدلنے کے لئے تیار نہ ہو اور یہی معاملہ اس کا فرائض و واجبات کی ادائیگی کے سلسلہ میں ہو اور شوہر کی مرضی کے بغیر ملازمت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ اگر وہ

ملازمت قابل اعتراض ہو اور اس کے فرائض زوجیت میں حارج ہو۔

اس دائرہ میں بنیادی چیز یہ ہے کہ کیا ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ نکاح اپنے مقصد میں ناکام ہو چکا ہے اس کی روح نکل گئی ہے اور کیا وہ ایک مردہ نکاح ہے جس کو دفنانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے؟ اور کیا اصلاح حال کی تمام تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں؟

۲۔ دوسرا دائرہ یہ ہے کہ حالات میں بہتری کی امید موجود ہے اس صورت میں حسن معاشرت کی یہ وہ تدبیر اختیار کرنی چاہیں جن کی طرف قرآن مجید نے رہنمائی کی ہے۔ اگر دونوں میں ناموافقت کی کوئی شکل پیدا ہو جائے تو پہلے کوشش کی جائے اور بیوی کو سمجھایا بجھایا جائے اس سے اگلی تدبیر یہ ہے کہ خواب گاہ میں تنہا چھوڑ دیا جائے اور پھر اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ دونوں طرف سے ایک ایک ثالثی مقرر کیا جائے اور وہ دونوں مل کر زوجین کے اختلاف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

ان اختلاف کے اسباب میں یہ بات بھی آتی ہے کہ شوہر کو بیوی پر شک ہو لیکن اس پر کوئی مضبوط قرینہ موجود نہ ہو۔ گفتگو سے شک کو دور کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ اس میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مباح چیزوں میں بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرتی ہو یا وہ شوہر کی خدمت نہ کرتی ہو یا شوہر کے والدین کی خدمت نہ کرتی ہو یا بچوں کی تربیت میں کوتاہی کرتی ہو شکل وصورت میں بہتر نہ ہونے کو سیرت کی بہتری سے پورا کیا جاسکتا ہے۔

میکے جانا بیوی کا حق ہے بشرطیکہ بہت زیادہ نہ ہو یہ کچھ ایسی باتیں ہیں جن کی اصلاح حسنِ تدبیر سے ممکن ہے۔ اور پھر بھی ضرورت ہو تو حالتِ طہر میں ایک طلاق رجعی دی جاسکتی ہے اور مزید سوچ بچار کی ضرورت ہو تو عدت گزرنے سے پہلے دوسری طلاق دیدی جائے جو کہ رجعی ہوگی اور غور کرنے کے لئے کافی مہلت مل جائے گی اور بہت ممکن ہے کہ اصلاح حال کی صورت پیدا ہو جائے۔

۳۔ تیسرا دائرہ وہ ہے جس میں طلاق دینا حرام ہے مثلاً ایذا رسانی کے لئے طلاق دینا بیوی اور اس کے اولیا کی طرف سے شوہر کے ناجائز مطالبات پورے نہ ہونے کی صورت میں انتقاماً طلاق دینا اور شریعت نے جو طلاق کی ترتیب مقرر کی ہے اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے طلاق دینا فعل حرام ہے۔

الطلاق علىٰ ثلاثة اوجه حسن و احسن و بدعي فالاحسن ان يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه ويتركها حتى تنقضي عدتها ...... والحسن هو الطلاق السنة هو ان يطلق المدخول بها ثلثاً في ثلاثة اطهار...... وطلاق البدعة ان يطلقها ثلاثا بكلمة واحدة او ثلاثاً في طهر واحد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق و كان عاصيا.

(الہدایہ علیٰ فتح القدیر جلد نمبر ۳ صفحہ ۲۲،۲۳،۲۴)

اس میں یہ صورت بھی آجاتی ہے کہ شوہر کے والدین کا اصرار ہو کہ بیٹا ان کی بہو کو طلاق دیدے یا کوئی خاص وجہ نہ ہو پھر بھی طلاق دیدے۔

(۳) عورت کی طرف سے جب طلاق کا مطالبہ ہوتا ہے تو اس کو خلع کہتے ہیں اگر دونوں کی رضامندی سے عورت کے مطالبہ پر طلاق ہو تو وہ خلع ہے اور اگر عورت کے مطالبہ پر قاضی کے فیصلہ سے علیحدگی ہو تو وہ فسخ ہے۔

☆ عورت کی طرف سے مطالبہ طلاق کو بھی ان چند دائروں میں رکھ سکتے ہیں:۔

ا۔ پہلا دائرہ یہ ہے کہ: عورت شوہر کے زدوکوب کرنے کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرے یا شوہر کے باضابطہ کسب معاش نہ کرنے کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرے یا دوسرے نکاح کے بعد نابرابری کے سلوک کی وجہ سے طلاق کا مطالبہ کرے یا مرد کے نشہ کی عادت کی وجہ سے، یا ایسی تمام صورتیں جن میں باہم موافقت کی صورت نہ رہے، ایسی صورت میں عورت کی طرف سے طلاق کا مطالبہ جائز ہوگا۔

۲۔ دوسرا دائرہ یہ ہے کہ: معیار زندگی یا ناجائز تعلقات کا صرف شبہ، یا اور ایسی وجوہات جن میں اصلاح حال کی گنجائش ہے اس میں طلاق کا مطالبہ کرنا نامناسب اور ناجائز ہوگا۔

(۴) طلاق کے بعد شوہر پر جو ذمہ داریاں آتی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

الف: عدت کے زمانے تک مطلقہ کا نفقہ جس میں کھانے پینے اور رہائش کے اخراجات شوہر کے معیار زندگی کے مطابق دینے لازم ہیں۔

واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنىٰ فی عدتها رجعیا کان او بائناً ولا نفقة للمتوفی عنها زوجها. (ہدایہ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر: ۴۲۳)

(اور اگر مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو عورت کا نفقہ اور رہنے کے لئے مکان مرد کے ذمہ ہے چاہے طلاق رجعی ہو یا بائن ہو اور عدت وفات کا نفقہ نہیں ہے)۔

قرآن مجید میں ہے:

(ان کو (زمانہ عدت میں) اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو، جیسی کچھ بھی جگہ تمہیں میسر ہو۔ اور انھیں تنگ کرنے کے لئے (انھیں نہ ستاؤ) (سورہ طلاق: ٦)

ب،ج طلاق کے بعد شوہر پر رضاعت اور پرورش کی اجرت کی ذمہ داری ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

(اور بچے والی عورتیں، جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں، وہ اپنے بچوں کو پورے دوسال دودھ پلایا کریں، اور لڑکے کے باپ پر رواج کے مطابق ان عورتوں کا کپڑا اور کھانا ہے، وسعت کے مطابق ہی کسی کو پابند بنایا جاتا ہے۔ بچہ کی وجہ سے نہ ماں کو نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اور وارث کی بھی یہی ذمہ داری ہے۔ پھر ماں باپ باہمی رضامندی اور مشورہ سے (دو برس کے اندر) دودھ چھڑا دینا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور اگر تم اولاد کو (کسی اور سے) دودھ پلوانا چاہو۔ اور رواج کے مطابق طے شدہ تم ادا کردو تو پھر کوئی گناہ نہیں ہے)۔ (سورہ بقرہ: ۲۳۳)

ہدایہ میں ہے:

فاذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد لما روی ان امرأةً قالت یا رسول الله ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء و حجری له حویٰ و ثدی له سقاء و زعم ابوه انه ینزعه منی فقال علیه السلام احق به ما لم تتزوجی.

ولان الام اشفق واقدر علی الحضانة فکان الدفع الیها النظر، و النفقة علی الادب ولا تجبر الام علیه لانها عَسَتْ تعجز عن الحضانة. (هدایه جلد ۲ صفحه ۴۱۴) (ای علی الولد اذا ابت او لم تطلب. عنایه)

(اور جب زوجین میں جدائی ہو جائے تو ماں بچہ کی زیادہ حق دار ہے۔ حدیث میں آیا کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرا یہ بچہ ہے میرا پیٹ اس کا ٹھکانہ بنا اور میری گود اس کی پناہ گاہ اور میری چھاتی سے سیراب ہوا۔ اور اب اس کا باپ چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے جدا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تو ہی اس کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو دوسری شادی نہ کرے۔

اور ماں بچہ کی اس لئے بھی زیادہ حق دار ہے کہ بچہ پر زیادہ شفیق ہوتی ہے اور اسکی پرورش کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے تو بچہ اس کے حوالے کرنا زیادہ مناسب ہے اور بچہ کا نفقہ باپ پر ہے۔ لیکن ماں کو بچہ کی پرورش کے لئے مجبور نہیں کیا جائے گا کہ وہ بچہ کی پرورش ضرور کرے جبکہ ماں اس سے انکار یا مطالبہ نہ کرے۔)

د: اگر مہر ادا نہیں کیا اور طلاق کے بعد مہر ادا کرنا ہے اور مہر سکہ رائج الوقت روپے متعین ہوا تھا تو اس کی ادائیگی روپے میں ہی کی جائے گی چاہے اس کی ویلیو زیادہ ہوگئی ہو یا کم ہو، اس لئے بہتر یہ ہے کہ مہر سونے یا چاندی کی شکل میں متعین کرنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

(۵) قرآن مجید میں ہے کہ:

(تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر اپنی عورتوں کو طلاق دیدو قبل اس کے کہ ہاتھ لگانے کی نوبت آئے یا مہر مقرر ہو اس صورت میں انھیں کچھ نہ کچھ

ضرور دینا چاہئے۔ خوش حال آدمی اپنی مقدرت کے مطابق اور غریب اپنی مقدرت کے مطابق معروف طریقے سے دے یہ حق ہے نیک آدمیوں پر) (سورہ بقرہ:۲۳۶)

اس آیت میں مردوں کے جذبۂ حسن سلوک کو ابھارنے کے لئے **حقاً علی المحسنین** فرمایا گیا۔

دوسری جگہ فرمایا کہ:

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انھیں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو، تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے۔ لہٰذا انھیں کچھ مال دو اور بھلے طریقے سے رخصت کردو)۔ (سورہ احزاب:۴۹)

تیسری جگہ فرمایا:

(مطلقہ عورتوں کو دستور کے مطابق متعہ ملنا چاہئے یہ حق ہے متقی لوگوں پر)۔

اس آیت میں **للمطلقٰت** میں لام ملک اور استحقاق کو بتلاتا ہے۔ (**اللام یفید الملک و الاستحقاق و ما کان للانسان فھو ملکه و له المطالبة به. حصاص رازی**)

یعنی یہ ''متعہ'' محض حسن سلوک کا تقاضا ہی نہیں ہے بلکہ اس مطلقہ کا قانونی استحقاق ہے۔ اور **حقاً علی المتقین** اس وجوب اور قانونی حق کی تاکید کے لئے ہے کہ عین تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ حکم ربانی کی تعمیل کی جائے اور حقوق ادا کئے جائیں۔

اور اس لفظ **للمطلقٰت** بغیر لام کے عام نہیں بلکہ لام کے ساتھ خاص لایا گیا ہے۔ یہ لام عہد خارجی کا ہے اس کا وہی مفہوم ہوتا ہے جو انگریزی میں لفظ THE کا ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ ''سابق میں مذکور وہ خاص مطلقات جن کو مہر مقرر کئے بغیر نکاح میں لایا گیا ہے بغیر صحبت طلاق دیدی گئی، ان کا یہ حق ہے کہ انھیں دستور کے مطابق متعہ دیا جائے۔

چنانچہ قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ اپنی مشہور تصنیف ''تفسیر مظہری'' میں لکھتے ہیں کہ:

''اور اس دوسری تفسیر کی بنا پر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وللمطلقات میں لام عہد خارجی کا ہوگا اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ابن جریر نے ابن یزید سے نقل کی ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب آیت **ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعاً بالمعروف حقاً علی المحسنین** نازل ہوئی تو ایک شخص نے کہا کہ اگر میں احسان کروں گا تو ایسی مطلقہ کو رخصت کرتے وقت کچھ دیدوں گا اور اگر میرا ارادہ احسان کرنے کا نہیں ہوگا تو ایسی مطلقہ کو رخصت کرتے وقت کچھ نہیں دوں گا۔ تو اس کے بعد یہ آیت ''**وللمطلقات متاع بالمعروف حقاً علی المتقین** '' نازل ہوئی، لہٰذا متعۂ طلاق صرف عورتوں کے لئے ثابت ہے جن کو ہاتھ لگانے اور مہر مقرر کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدی گئی ہو۔'' (تفسیر مظہری جلد اول صفحہ:۳۱۶)

صاحب روح المعانی علامہ آلوسی کی بھی یہی رائے ہے۔

(منقول از نفقہ مطلقہ۔ مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صفحہ:۲۱۔۲۲)

متعہ طلاق کیوں؟

شریعت میں قائم شدہ رشتوں کا توڑنا کوئی اچھی بات نہیں ہے، لیکن یہ دو بیلوں کی ایسی جوڑی بھی نہیں ہے جن کی زندگی کی راہیں خواہ کتنی ہی مختلف ہوں پھر ایک دوسرے سے بندھی رہیں، کھینچتی رہیں اور دونوں کی زندگی موت سے بدتر ہوجائے حالات کا کوئی موڑ ایسا ہوتا ہے کہ یہ رشتہ ہی توڑنا بہتر ہوتا ہے۔ اس لئے طلاق کی اجازت ہے۔ مگر شریعت یہ بھی چاہتی ہے کہ یہ طلاق مستقل طور پر دو افراد دو خاندانوں اور دو گھرانوں میں رنجش کا باعث نہ بنے اس لئے عورت کی دلداری کے لئے وہ مرد سے کچھ نہ کچھ دلوانا چاہتی ہے۔

☆ ایک عورت جس کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق ہوئی اور مہر مقرر ہو چکا تھا......اس کو پورا مہر اور عدت کا خرچ مل گیا۔

☆ دوسری عورت جس کو خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق اور نکاح کے

وقت مہر مقرر تھا اس کو مقررہ مہر کا نصف مل گیا عدت اس کو کرنی نہیں ہے۔

☆ تیسری عورت جس کو خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی اور مہر مقرر نہیں ہوا تھا......اس کو مہر مثل ملے گا کیونکہ خلوت نے مہر کو مؤکد کر دیا۔اور عدت کا خرچ ملے گا۔

مگر یہ چوتھی عورت جس کی نہ خلوت صحیحہ ہوئی اور نہ مہر مقرر تھا......اس کو نہ عدت کا خرچ مل رہا ہے، کیونکہ عدت اس کی ہے نہیں، اور مہر مقرر نہیں......خلوت صحیحہ نہ ہونے کی وجہ سے مہر مؤکد نہیں ہوا...... یہ خالی کی خالی رہ گئی......مگر اس طرح رشتہ جوڑنے کے بعد توڑ دینے سے بہر حال عورت کو کچھ نہ کچھ تو نقصان پہنچا ہی ہے اس لئے اللہ نے حکم دیا کہ حسب مقدرت اس کی تلافی کرو اور کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو۔

اگر پچھلی تین قسم کی عورتوں کو بھی ان کے حق سے بڑھ کر کچھ دو تو بہت اچھا ہے مستحب ہے۔ولا تنسوا الفضل بینکم (آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو) اگر کوئی شخص ٹھیک ٹھیک اپنے قانونی حق پر ہی اڑا رہے تو انسانی تعلقات کا خوش گوار رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔

متعہ کیا ہے؟

عربی زبان میں متاع کا مطلب ''انفع الحاضر'' وقتی نفع۔

المنجد میں ہے: المتعة اسم للمتع الزاد القليل، متعة المرأة ما وصلت به بعد الطلاق من نحو القميص والازار والملحفة وهي متعة الطلاق.

(متعہ نفع رسانی کا نام ہے، متعہ زاد قلیل ہے۔عورت کا متعہ قمیص ازار اور دوسری چیزیں ہیں جو عورت کو طلاق کے بعد ملتی ہیں۔اسی کا دوسرا نام متعة الطلاق ہے)

امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے:

اصل المتعة والمتاع ما ينتفع به انتفاعاً غيرباقي بل منقضيا عن قريب. (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۰۷)

یعنی متعہ اور متاع ایسی قابل انتفاع اشیاء جن کا فائدہ فوری، باقی نہ رہنے والا اور جلد ختم ہو جانے والا ہو۔

حدیث میں ہے کہ: متعها ولو بقلنسوتك. (قرطبی جلد ۳ صفحہ: ۲۰۲)

(عورت کو متعہ دو، اگر کچھ نہ بن پڑے تو چاہے اپنی ٹوپی ہی دیدو)۔

متعها ولو بنصف صاع من تمر (جمع الجوامع ۱ صفحہ ۲۶ بحوالہ بیہقی) اسے متاع دو چاہے ایک صاع کھجور ہی کیوں نہ ہو۔متاع اسی مطلقہ کے لئے واجب ہے جس کا مہر متعین نہ ہوا ہو اور بغیر خلوت کے جدائی ہوگئی ہو۔باقی مطلقات کے لئے مستحب ہے۔

(۶) متاع کے تعین کا حق شوہر کو ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت حقاً للمتقین میں اشارہ موجود ہے۔

(۷) مسلم ممالک میں متاع کے نام پر دو تین سال کی رقم نفقہ کے طور پر دلوانا اس کی کوئی شرعی دلیل نہیں ہے۔

(۸) بغیر مناسب سبب کے طلاق دینے پر اس ملک میں تعزیر ممکن نہیں ہے یہی تعزیر کافی ہے کہ سماج اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور اس کے اس نامناسب فعل پر اس کے سماجی رتبہ میں دراڑیں پڑ جاتی ہیں۔

(۹) جو مرد پہلے مرحلہ میں تین طلاقیں دیدیتے ہیں اور یہ غلط قدم اٹھاتے ہیں۔حضرت عمرؓ کی طرح اس ملک میں ان کی تعزیر ممکن نہیں ہے۔

(۱۰) مالی تعزیر اور اس میں حکومت کا دخل کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

(۱۱) مطلقہ عورت کے اخراجات کی ذمہ داری اگرچہ اکثر و بیشتر اس کے اہل خانہ اور اہل خاندان پوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ایسی خواتین کے لئے بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔اس کے لئے ایک صورت یہ ہوسکتی ہے جس کے لئے ہمارے سامنے ازواج مطہرات کا اسوہ موجود ہے کہ گھریلو ہنرمندی کو فروغ دینے کی کوشش کی جائے جو خواتین کے لئے باعزت طریقے سے گزر بسر کا ذریعہ بن سکے۔

بورڈ کی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ

مرتب: ڈاکٹر محمد وقار الدین لطیفی ندوی

● آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ۲۵ رویں اجلاس عام کلکتہ کے موقع پر صدر بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے پر مغز خطبہ صدارت پیش فرمایا تھا اس خطبہ کی اہمیت کے پیش نظر مکمل خطبہ کو افادہ عام کی غرض سے علیحدہ شامل کیا جارہا ہے۔ اسی طرح بورڈ کے ۲۴ رویں اجلاس جے پور مارچ ۲۰۱۵ء تا ۲۵ رویں اجلاس کلکتہ ۲۰۱۶ء کے درمیان خدمات اور سرگرمیوں پر مشتمل بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے کلکتہ میں جو دستاویزی چشم کشا جنرل سکریٹری رپورٹ پیش کی تھی اس رپورٹ کو بھی علیحدہ سے اس میں شامل کیا جارہا ہے۔

اسی طرح بورڈ کے کلکتہ اجلاس میں منظور کی جانے والی قراردادوں کو بھی شریک اشاعت کیا جارہا ہے اسی کے ساتھ ساتھ کلکتہ اجلاس کے موقع پر جو اعلامیہ منظور کیا گیا تھا وہ بھی افادہ عام کی غرض سے شامل اشاعت ہے۔

اس طرح اس شمارہ میں زیادہ تر بورڈ کے پچیسویں اجلاس کی سرگرمیاں ہیں کلکتہ کے بعد سے بورڈ نے اب تک جو اقدامات کئے ہیں اسکی مختصر روداد ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

۳۱ ردسمبر ۲۰۱۶ء تک پورے ملک سے جمع ہوئے دستخطی مہم کے پروفورما کو اسکین کرا کر صدر جمہوریہ، وزیر اعظم، وزیر قانون، لا کمیشن اور ویمن کمیشن کے یہاں بذریعہ ای میل بھیجنے کا کام ہوا، الحمد للہ پورے ملک کے مسلمانوں نے اس اہم تحریک میں سرگرم حصہ لیا دفتر بورڈ دہلی میں جمع ہونے والے دستخطوں کی تعداد ڈھائی کروڑ سے متجاوز ہے، اس کے علاوہ بہار و جھارکھنڈ اور اڑیسہ کا امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں جمع کرایا گیا تھا جہاں ڈیڑھ کروڑ سے متجاوز دستخط جمع ہو چکے ہیں، اور وہاں سے بھی ای میل کے ذریعہ متعلقہ جگہوں پر بھیجنے کا کام مکمل ہوگیا، اسی طرح مالیگاؤں سے بھی ای میل کے ذریعہ بھیجنے کا نظم کیا گیا تھا، اور بعض مقامات سے لوگوں نے ذاتی دلچسپی لے کر خود کے صرفہ سے اسکین اور ای میل کے بعد دفتر بورڈ تک پہونچایا اگر ان تمام دستخطوں کو شمار کیا جائے تو پانچ کروڑ سے متجاوز تعداد ہے، اب ان تمام پروفارموں کو مناسب وقت میں مناسب جگہ پہونچانے پر بھی ذمہ داران غور وخوض کر رہے ہیں۔

بورڈ کے پچیسویں اجلاس کلکتہ نے کئی اہم قرارداد منظور کی تھیں اور اب اسکو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۴/ و ۵/ فروری ۲۰۱۷ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بورڈ کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس ہے جس کی روداد انشاء اللہ اگلے شمارہ میں دی جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے کئی مقامات پر بورڈ کے کلکتہ اجلاس کی تجاویز پر اہم اجلاس ہوئے، جسمیں تحفظ شریعت کے عنوان پر ارکان بورڈ مولانا عبدالعلیم قاسمی صاحب اور مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی صاحب کی کوششوں سے بھٹکل میں اہم اجلاس منعقد ہوا، اور اس اجلاس میں بورڈ کے صدر عالی قدر اور جنرل سکریٹری محترم بھی شریک تھے، اسی طرح تحفظ شریعت کے عنوان پر تامل ناڈو میں جناب الحاج ملک محمد ہاشم صاحب کی سرکردگی میں ۱۴/ جنوری ۲۰۱۷ء کو عظیم الشان اجلاس ہوا۔

اسی طرح عدالتوں میں دائر مقدمات کے سلسلہ میں جنرل سکریٹری بورڈ کی قیادت میں قانون دانوں کی ایک دوروزہ نشست جسٹس سید شاہ محمد قادری صاحب کی صدارت میں ۲۷/ ۲۸/ دسمبر ۲۰۱۶ء کو حیدرآباد میں منعقد ہوئی میٹنگ کے آرگنائزر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب سکریٹری بورڈ کے علاوہ مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب بھی شریک تھے اس نشست میں دہلی، ممبئی، حیدرآباد وغیرہ کے مشہور قانون دانوں نے شرکت کی یہ دوروزہ نشست بے انتہائی مفید رہی۔

● بورڈ کے کلکتہ اجلاس میں یہ ضرورت محسوس کی گئی تھی کہ عائلی قوانین سے متعلق بورڈ کا ایک ٹول فری نمبر جاری کیا جائے اور اس کو ملک میں بولی جانے والی مختلف زبانوں کے افراد کو جوڑ کر کام شروع کیا جائے، اس کے لئے بورڈ نے خاتون رکن ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ کو اسکی ذمہ داری دی، انہوں نے ۳۰/ نومبر ۲۰۱۶ء کو درج ذیل اخباری بیان جاری کرتے ہوئے بتایا کہ اس ٹول فری نمبر کا افتتاح یکم دسمبر ۲۰۱۶ء کو سلامہ کانفرنس ہال پرانی حویلی حیدرآباد

میں عمل آئیگا:

نئی دہلی: ۳۰ر نومبر ۲۰۱۶ء

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے 25ویں اجلاس منعقدہ کولکاتا میں عائلی، ازدواجی، طلاق، خلع، نان ونفقہ وراثت کے مسائل سے پریشان حال مسلم خواتین کی رہنمائی اور مدد کیلئے ایک کل ہند سطح پر مسلم ویمن ہلپ لائن ٹول فری کال سنٹر کا اعلان کیا گیا تھا۔

مسلم ویمن ہلپ لائن کا ٹول فری نمبر 8426 102 1800 کی ابتداء میں 7 زبانوں، اردو، انگلش، ٹامل، بنگالی، تلگو، ملیالی، کنڑا میں اوقات کار 10 بجے دن تا 5 بجے شام آج سے مفت خدمات کا آغاز ہو چکا ہے۔

مسلم ویمن ہلپ لائن کے قیام کا مقصد ایسی خواتین جو شادی بیاہ، طلاق وخلع، فسخ نکاح کے معاملے میں شریعت اسلامی کے تحت مناسب رہنمائی ورہبری چاہتی ہوں انکی مدد کرنا اور ہلپ لائن کے قیام کا مقصد یہ بھی ہے کہ غیر مجاز، نام نہاد کونسلنگ سنٹروں، آندولنوں اور گمراہ خاتون والنٹیرس کے استحصال سے مسلم خواتین کو بچانا اور شریعت اسلامی کے مطابق بروقت رہنمائی کرنا اور مدد پہنچانا۔ بلا کسی تفریق وفرقہ، مکتب ومسلک، جماعت وگروہ کے تمام مسلم پریشان حال خواتین ہلپ لائن کی خدمت سے استفادہ کرسکتی ہیں۔ بورڈ کی کوشش ہے کہ آئندہ چھ ماہ میں مزید دوسرے علاقائی زبانوں میں بھی ان خدمات کو وسعت دی جائے۔

اس کے علاوہ خواتین اپنے گذارشات اور تفصیلات مندرجہ ذیل ای میل آئی ڈی **aimwhl2016@gmail.com** پر ارسال کرسکتی ہیں۔

- الہ آباد ہائی کورٹ کے جج کے طلاق سے متعلق غلط ریمارکس پر بورڈ کی مسلم خواتین ونگ کی سربراہ ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ نے ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۶ کو حسب ذیل اخباری بیان جاری کیا:

نئی دہلی: ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۶ء

ڈاکٹر اسماء زہرہ چیف آرگنائزر ویمنس ونگ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے صحافتی بیان میں کہا کہ ہمارا ملک ہندوستان ایک سیکولر جمہوری ملک ہے۔ جس میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دی گئی ہے۔ بحیثیت فرد اور کمیونٹی کے ہم کو یہ حق اور یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ہم اپنے نجی اور عائلی معاملات اپنے مذہب کے قوانین کے مطابق طئے کریں۔ مسلم پرسنل لا کے جو قوانین ہیں وہ قرآن اور حدیث سے اخذ کئے گئے ہیں اور یہ جو قوانین ہیں اسکے مطابق ہمارے ملک ہندوستان میں مسلمان گذشتہ ساٹھ سالوں سے عمل پیرا ہیں، اسی کے مطابق ہم اپنے معاملات کے فیصلے بھی کرتے ہیں۔ الہ آباد ہائیکورٹ کے جو ریمارکس سامنے آئے ہیں وہ کوئی فیصلہ نہیں ہے بلکہ جج صاحب کی اپنی انفرادی رائے ہے۔

ڈاکٹر اسماء نے مزید کہا کہ مسلم پرسنل لاء کے جو قوانین طلاق ہیں، اس میں اگر کسی طرح کی تبدیلی کی جائیگی تو وہ غیر دستوری ہوگا اور دوسرے یہ کہ مسلم پرسنل لا دستور ہند کا اہم حصہ ہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جو مسلمانان ہند کے تمام مکاتب فکر، گروہ، مسالک اور جماعتوں کا متحدہ پلیٹ فارم ہے۔ اس نے سپریم کورٹ میں اپنا پٹیشن داخل کیا ہوا ہے۔ اسکی شنوائی کی ابھی تاریخ نہیں آئی ہے۔ سپریم کورٹ میں جو طلاق سے متعلق مقدمہ زیر دوراں ہے اس کا الہٰ آباد ہائیکورٹ کے ریمارکس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

انھوں نے کہا کہ سو فیصد مسلم خواتین مسلم پرسنل لا کی تائید کررہی ہیں اور اسمیں کسی بھی طرح کی تبدیلی نہیں چاہتی ہیں۔ مسلم سماج میں عورت کو باعزت اور محفوظ مقام حاصل ہے۔ اگر طلاق کا دروازہ بند کردیا جائے تو ظلم وزیادتی کے واقعات میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ مسلم معاشرہ میں طلاق ایک مسئلہ نہیں بلکہ مسئلے کا حل ہے۔ اور حکم یہ ہیکہ ''اگر عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھو تو احسن طریقے سے رکھو، اور اگر رخصت کرو تو احسن طریقے سے رخصت کرو''، یعنی یہ کہ اسلام میں طلاق دینے کا جو طریقہ ہے وہ آسان اور سہل بتایا گیا تاکہ دونوں فریقین ظلم وزیادتی ایک دوسرے پر نہ کریں، ہمارا یہ ماننا ہیکہ خواتین کو جو حق اور انصاف اسلام میں دیا گیا ہے وہ کسی اور مذہب میں اور کسی تہذیب میں عورت کو نہیں ملا ہے۔ مسلم پرسنل لا کے قوانین میں اگر مداخلت کی جائیگی تو اس کو اقلیتوں کو دی گئی دستور ہند میں آزادی پر حملہ سمجھا جائیگا۔ مسلمانان ہند پورے جمہوری طریقے کو اختیار کرتے ہوئے اپنے حقوق کی حفاظت متحدہ اور منظّم انداز سے کریں گے۔

انھوں نے کہا کہ بعض نام نہاد ویمنس آرگنائزیشن اور آندولن میڈیا میں اپنی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اسے ایک تاریخی فیصلہ قرار دے رہی ہیں جو سراسر غلط اور دروغ گوئی پر مبنی ہے۔، ایسی آزاد ذہن رکھنے والی

خواتین سے انھوں نے گذارش کی کہ وہ پہلے اسلام کے عائلی قوانین کا بغور مطالعہ کریں۔کونسی شق اور کونسی دفعہ شرعی قوانین کے مطابق ہے یا مخالف ہے اس کا فیصلہ اسلامی اسکالرس اور علماء کرام ومفتیان کرام ہی کر سکتے ہیں۔

20 کروڑ مسلمانان ہند مسلم پرسنل لا بورڈ کے ساتھ تحفظ شریعت کیلئے اٹھ کھڑے ہیں اور بورڈ کی تائید میں 2 کروڑ سے زیادہ دستخطیں وصول ہو چکے ہیں۔

- بورڈ کی ویمنس ونگ پوری طرح سرگرم ہے بورڈ کے کلکتہ اجلاس کے بعد کئی اہم پروگرام منعقد ہو چکے ہیں، ۲۲؍جنوری کو ممبئی، ۲۸؍جنوری کو دہلی، ۲؍فروری کو دیوبند، ۵؍فروری کو لکھنؤ، ۱۸؍۱۹؍فروری کو کلکتہ وبردوان اور ۳؍۴؍مارچ ۲۰۱۷ء کو گوا میں ہونا طے پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔ ویمنس ونگ ورکشاپ ممبئی کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

ورکشاپ کا آغاز محترمہ عائشہ گیگانی کی قرأت کلام پاک سے ہوا۔محترمہ سمیہ نعمانی صاحبہ رکن مسلم پرسنل لا بورڈ نے درس قرآن پیش کیا۔ انھوں نے کہا کہ دعوت دین، اصلاح معاشرہ اور تحفظ شریعت کی ذمہ داری امت محمدیہ پر ہے۔

محترمہ ذکیہ فرید شیخ صاحبہ نے مسلم پرسنل لا کے اہم نکات میں نکاح، مہر، طلاق، وراثت، وصیت، وقف اور ہبہ کو پاور پاوئنٹ پریزنٹیشن کے ذریعہ پیش کیا۔

ویمنس ونگ کی ذمہ دار ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ نے شریعت اسلامی کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ شریعت اسلامی آیات الرحمٰن ہے۔ دنیا میں انسان کو اللہ کا خلیفہ بنا کر بھیجا گیا۔ امت محمدیہ کو امت خیر بنایا گیا۔ انھوں نے کہا کہ شریعت اسلامی کے ہر حکم کو پورے توازن کے ساتھ ابتداء سے تکمیل تک سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان وہ واحد قوم ہے۔ جسکے پاس زندگی کے تمام امور میں اصول وضوابط ہیں۔ شریعت اسلامی دستور حیات ہے، پیدائش سے لے کر موت تک ہر عمل قاعدے وقانون کے تحت ہے۔ شریعت اسلامی آسان، سہل، قابل عمل دستور حیات ہے۔ جس کے ہر پہلو میں رحمت، شفقت اور خواتین کیلئے تحفظ ہے۔

محترمہ آئین رضا صاحبہ نے اتحاد امت پر مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن ہم سب کو جوڑنے کیلئے کافی ہے۔ جب بھی قرآن، حدیث اور شریعت پر بات آتی ہے تو ہم سب کو جڑ کر ایک ہو کر اسکا جواب دینا چاہئیے۔ ہم متحد ہونگے تو مسائل حل کر سکیں گے۔

محترمہ نیلوفر اختر صاحبہ، ایڈوکیٹ نے کہا کہ خواتین کے بیشمار مسائل ہیں۔ اکثر خواتین اپنے حقوق سے ناواقف ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ استحصال کا شکار ہورہی ہیں۔ شریعت میں عورتوں کو دیئے گئے حقوق سے واقف کروانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

محترمہ ہوریہ پٹیل صاحبہ ایڈوکیٹ نے دستور ہند میں دیئے گئے حقوق کے بارے میں بتایا اور کہا کہ ہمارا ملک ایک سکیولر وجمہوری ملک ہے۔ اس میں فرد کو مذہب کی آزادی ہے، مذہب پر عمل کرنے اور اسکی تبلیغ کرنے و مذہبی معاملات کو خود طئے کرنے کی پوری آزادی دستور سے حاصل ہے۔

مولانا خلیل الرحمٰن سجاد نعمانی صاحب رکن عاملہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کہا کہ ہر قوم کی زندگی میں چیلنجس آتے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو پھر ایک بار چیلنجس کا سامنا کرنا ہے۔ اب ہماری شناخت یعنی Identity کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

انھوں نے مزید کہا کہ مسلم پرسنل لا کے قانون طلاق کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے اور اسے تبدیل کرنے کی سازش حکومت، میڈیا اور عدالت کی جانب سے ہورہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شریعت اسلامی خوشگوار تعلقات کی تعلیم دیتی ہے۔ خواتین کے سلسلے میں حکم یہ ہے کہ **وعاشروھن بالمعروف** ''عورتوں سے بھلے طریقہ سے پیش آؤ، مہر خوش دلی سے ادا کرو''۔ ہمارے سامنے نمونہ محمد رسول اللہؐ کا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہؐ نے شریعت اسلامی کی جو تشریح ہمارے سامنے رکھی وہ اتنی ہی اہمیت کی حامل ہے۔ جتنی کہ قرآن کے احکامات۔ اللہ رب العالمین Merciful Lord نے دنیا سے لیکر آخرت تک کی زندگی کے رہنمایانہ اصول Life Science وشریعت میں بتائے ہیں۔ مغربی فکر سے متاثر ہو کر کچھ حضرات قانون شریعت کو سمجھ نہیں پائے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ طلاق کی اجازت اس وقت ہے جب تمام کوششیں ناکام ہو جائیں اور یہ محسوس ہو کہ علیحدگی ہی مسئلہ کا حل ہے۔

مولانا محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتھم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس اہم ورکشاپ میں اپنا تحریری پیغام روانہ کیا۔ انھوں نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے پیغام میں کہا کہ شریعت

اسلامی کے دائرے میں مسلم خواتین کی بڑی اہمیت ہے۔معاشرے میں فرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ وہ ایک خاندان کی بنیاد ہیں۔انکی خوبی ، انکی اولاد میں منتقل ہوتی ہیں۔اور انکی اچھائی ،اچھا خاندان بناتی ہے۔اور انکی برائی برا خاندان بناتی ہے۔وہ اگر اسکی اہمیت کو سامنے رکھے تو معاشرے پر بہت اثر ڈال سکتی ہے۔اور معاشرے کو صحیح اسلامی معاشرہ بنانے میں بڑا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

حضرت مولانا نے اپنے پیغام میں چند ہزار خواتین کے دستخط کے ذریعہ شریعت اسلامی میں ترمیم کا مطالبہ اور بعض صاحب اقتدار کی طرف سے اس بنیاد پر شریعت میں مداخلت کے بعض اشارے کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ ’’اس پر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے شریعت کے تحفظ کیلئے دستخطوں کا ایسا سلسلہ شروع کردیا کہ بہت چھوٹی سی مدت میں کروڑوں سے زیادہ دستخطوں سے بورڈ کا مرکزی دفتر بھر گیا۔اور اسطرح ایک حکمراں طبقہ کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی مؤثر صورت سامنے آئی۔بورڈ کی توجہ سے شریعت اسلامی کو طاقت پہنچانے والا یہ کام ایک عظیم کام کے طور پر سامنے آیا اور اس سے یہ محسوس کیا گیا کہ مسلمان شریعت میں کسی بھی قسم کی مداخلت ہرگز برداشت نہیں کرینگے۔دستخطی مہم اور اس تعلق سے اجتماعات اور انفرادی کوششوں کے ذریعہ اتحاد کا غیر معمولی مظاہرہ ہوا۔جس میں ملت اسلامیہ کے مختلف مسلکوں اور فرقوں کے لوگ دوش بدوش نظر آئے ،۔اس سے بورڈ کی خصوصیت سامنے آنے کے ساتھ اسکے وقار میں بھی اضافہ ہوا۔

محترمہ منیرہ گیگانی صاحبہ نے کہا کہ خواتین پر گھر خاندان اور معاشرہ کی تعمیر کی عظیم ذمہ داری ہے۔تاریخ اسلام اور سیرت رسولؐ وسیرت صحابہ میں مسلم خواتین کے بیشمار روشن مثالیں ہمیں ملتے ہیں۔

انھوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ہم مسلم خواتین و بہنوں کو بی بی ہاجرہؓ اور بی بی آسیہؓ کے کردار کو نمونہ بنانے کی ضرورت ہے۔آج کے دور میں خواتین قرآن وحدیث کی تعلیمات سے دور اور ٹی وی سیریلس ،فلمیں اور مغربی تہذیب سے زیادہ قریب ہوگئی ہیں اور ہر مغربی و باطل افکار وتہذیب سے متاثر ہورہی ہیں۔ جسکے نتیجہ میں گھروں میں برائیاں سرایت ہورہی ہیں۔ہم اور ہماری مسلم مائیں اور بہنیں اولاد کی تربیت کی عظیم ذمہ داری سے غافل ہورہی ہیں۔محترمہ ریحانہ سلامت صاحبہ نے عورت کے مقام پر مخاطب کیا۔

ورکشاپ کے اختتام پر ڈاکٹر اسماء زہرہ کنویز ویمنس ونگ نے ویمنس ونگ کے اغراض ومقاصد اور کام کے طریقہ کار پر روشنی ڈالی اور کہا کہ تعارف شریعت، تفہیم شریعت، دعوت شریعت ،اصلاح معاشرہ اور سماجی برائیوں سے متاثرہ مظلوم خواتین کی خدمت ہم سب پر عائد ہوتی ہے۔اس کام کیلئے تمام مسالک، مکاتب فکر، جماعتوں کو جوڑ کر زمینی سطح تک پہنچنے اور نوجوان طالبات اور غریب خواتین میں اصلاح معاشرہ کی کوششوں کو جاری رکھنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

انھوں نے شرکاء ورکشاپ سے اپیل کی کہ وہ اپنا وقت، صلاحیت اور پیسہ اس عظیم کام کیلئے قربان کریں تاکہ اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح و کامیابی حاصل ہو۔

اس ورکشاپ میں سوال و جواب کا سیشن رہا۔خواتین سے مشورے اور تجاویز طلب کئے گئے۔جس میں اہم شریعت بیداری مہم،نوجوان طالبات اور غریب بستیوں میں اصلاح معاشرہ کے پروگرامس، چھوٹے بڑے شہروں پونے، ناندیڑ اورنگ آباد، دھولیہ، مالیگاؤں میں ورکشاپ اور کونسلنگ سنٹر کا قیام اور گھریلو وعائلی اور خاندانی ازدواجی مسائل سے پریشان حال خواتین کی مدد شامل تھی۔

مولانا محمود احمد خان دریا آبادی صاحب، جناب فرید شیخ صاحب اور جناب سلیم موٹر والا صاحب نے اس ورکشاپ کے انعقاد میں بھرپور تعاون فرمایا اور خواتین کی کوششوں کو سراہا۔محترمہ عشرت شہاب الدین صاحبہ نے شرکائے ورکشاپ کا شکریہ ادا کیا۔

وفیات:

غیر ارکان بورڈ میں دارالعلوم دیوبند کے شیخ ثانی مولانا عبدالحق اعظمی صاحب ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۶ء، رکن بورڈ جناب ڈاکٹر مجید عالم صاحب کے صاحبزادے کا ماہ دسمبر ۲۰۱۶ء، رکن بورڈ محترمہ عظمی عالم صاحبہ کی والدہ محترمہ ۱۵ر جنوری ۲۰۱۷ء، کو انتقال فرماگئے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے اور ان سب کے درجات بلند فرمائے۔آمین